روزِ محشر اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

روزِ محشر

اور

شانِ مصطفیٰ ﷺ

ترتیب و تخریج

اَجمل علی مجدّدی

منہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 042-111-140-140

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7237695 -042

www.Minhaj.org - sales@Minhaj.org

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

www.MinhajBooks.com

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیبِکَ خَیرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

ھُوَ الْحَبِیبُ الَّذِی تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ

لِکُلِّ ھَولٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ

﴿صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلَّمْ﴾

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

www.MinhajBooks.com

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	روزِ محشر اور شانِ مصطفیٰ ﷺ
تصنیف	:	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
ترتیب و تخریج	:	اَجمل علی مجدّدی
نظرِ ثانی	:	پروفیسر محمد نصر اللہ معینی
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ Research.com.pk
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	مارچ 2009ء
تعداد	:	1,100
قیمت	:	-/140 روپے

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔۱) ۴-۱-۴ / ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چِٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل وایم ۴ / ۰۷-۹۷-۳-۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چِٹھی نمبر ۱۴۴۱۱-۶۷ این۔ا / اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چِٹھی نمبر س ت / اِنتظامیہ ۶۳-۱۶۱-۸۰ / ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

www.MinhajBooks.com

فہرس

مشتملات	صفحہ
۞ پیش لفظ	۹
۱۔ قبرِ انور سے ظہور میں اوّلیت	۱۲
۲۔ ستر ہزار فرشتوں کے جَلو میں ظہور	۱۴
۳۔ براق پر تشریف آوری	۱۵
۴۔ بنی نوع اِنسان کے قائد ﷺ	۱۶
۵۔ اُمتِ محمدی ﷺ کی تمام اُمتوں پر عددی کثرت	۱۸
۶۔ روزِ محشر لواءِ حمد کے علم بردار	۲۲
۷۔ جملہ انبیاء و اُمم کا آپ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہونا	۲۳
۸۔ جملہ انبیاء علیھم السلام کی قیادت و سیادت کا شرف	۲۴
۹۔ تمام پیغمبروں اور اُمتوں پر گواہ	۲۴
۱۰۔ انبیاء کرام علیھم السلام اور تمام اُمتوں کا حضور ﷺ سے استغاثہ	۲۵

مشتملات	صفحہ
۱۱۔ اہلِ محشر کو نجات کی بشارت دینے والے	۲۶
۱۲۔ پل صراط سے گزرنے میں اوّلیت کا شرف	۲۷
۱۳۔ پل صراط، میزان اور حوضِ کوثر پر اُمت کی غمگساری	۲۷
۱۴۔ کلماتِ حمد اور خصوصی نداء کا عطا کیا جانا	۲۹
۱۵۔ اوّلین و آخرین کا حضور ﷺ کی مدح سرائی کرنا	۳۱
۱۶۔ بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریزی کا شرفِ اوّلین	۳۲
۱۷۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو خلعتِ فاخرہ کا پہنایا جانا	۳۳
۱۸۔ مقامِ محمود کے منصبِ اعلیٰ پر فائز ہونے کا شرف	۳۴
(۱) مقامِ محمود، مقامِ شفاعت ہے	۳۵
(۲) حضور نبی اکرم ﷺ کا عرش پر تشریف فرما ہونا	۴۴
اِجلاس علی العرش کے منکرین کے بارے میں ائمہ کرام کی آراء	۷۶
(۳) عرش کے دائیں طرف قیام	۸۲
اِجلاس اور قیام کی روایات میں تطبیق	۸۵
(۴) مقامِ محمود حضور ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی یا رسول کو حاصل نہیں ہوگا	۸۶

صفحہ	مشتملات
۸۷	۱۹۔ شفاعت میں اَوّلیت کا شرف
۸۸	۲۰۔ شفاعتِ کبریٰ کے شرفِ عظیم کا حصول
۹۵	شفاعت کے مقامات
۹۶	(۱) شفاعتِ عامہ
۱۰۲	(۲) بلاحساب و کتاب لوگوں کو جنت میں داخل فرمانا
۱۰۸	(۳) عذاب کے مستحق اُمتیوں کو جنت میں داخل فرمانا
۱۱۲	(۴) اُمتیوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمانا
۱۱۶	(۵) جنت میں درجات کی بلندی کے لئے شفاعت
۱۲۱	(۶) خصوصی اعلانات اور وعدوں کا پورا فرمانا
۱۲۵	۲۱۔ خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۱۲۹	۲۲۔ عظمت و شرف اور جنت کی کُنجیاں عطا کیا جانا
۱۲۹	۲۳۔ جنت کے افتتاح کا اعزاز
۱۳۲	۲۴۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال
۱۳۵	۲۵۔ حوضِ کوثر کا عطا کیا جانا
۱۴۳	❁ مآخذ و مراجع

www.MinhajBooks.com

پیش لفظ

تحریک منہاج القرآن ہر مسلمان کے قلب و ذہن میں یہ فکر راسخ کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ دنیا و آخرت کی کامیابیاں حضور رحمتِ دو عالم ﷺ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہونے میں ہیں۔ آپ کی نسبت کے استحکام اور واسطے کے بغیر دنیا میں کوئی عزت و سرفرازی نصیب ہوسکتی ہے نہ آخرت میں نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بانیِ تحریک شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدّ ظلّہ العالی کی کوئی تحریر اور تقریر عشق و محبتِ رسول ﷺ، آپ ﷺ کی عظمتوں کے بیان اور نسبتِ رسالت کو مستحکم کرنے کی دعوت کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

حضور رحمتِ دو عالم ﷺ کی شان، عظمت اور فضائل کا تذکرہ ہر مومن کے دل کو مسرت و شادمانی سے سرشار کر دیتا ہے اور نسبتِ رسول ﷺ کو مستحکم کر کے حُب و اِطاعتِ رسول ﷺ کا جذبہ بیدار کر دیتا ہے۔ جو مسلمان اِس کیفیت سے محروم ہو، آپ کے فضائل و کمالات اور عظمتِ شان کے اِظہار سے اِنقباض محسوس کرتا ہو، اُسے اپنے دعوائے محبت کا اَز سرِ نو جائزہ لے کر اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔

علامہ زرقانی شرح المواهب اللّدنيّة میں فرماتے ہیں:

’’اہلِ محبت کی نشانی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے محبوب کا کثرت سے ذکر کرتے ہیں، نہ تو وہ اسے ترک کرنا پسند کرتے ہیں اور نہ ہی اس سے اکتاتے ہیں۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ سے محبت کرنے والا آپ ﷺ کے ذکر مبارک سے لذت اور روحانی کیف محسوس کرتا ہے۔‘‘

سطحی علم کے حامل، تنگ نظر اور کم فہم مبلغین نے گزشتہ دو صدیوں سے

مسلمانوں کو ایک المیے سے دو چار کر رکھا ہے۔ وہ عقائد جو قرنِ اَوّل سے متفق علیہ تھے اور وہ اَعمال جن پر چودہ صدیوں سے مسلمانوں کے سوادِ اعظم کا تعامل چلا آرہا تھا، انہیں محلِ نزاع بنا کر ان مبلغین نے اہلِ اسلام کو فکر و عمل کے انتشار میں مبتلا کر دیا ہے۔ ان کی سب سے خطرناک اور غارت گرِ ایمان کوشش یہی رہی ہے کہ رحمتِ دو عالم ﷺ کے مقام و مرتبہ کو کم سے کم کرکے بیان کیا جائے۔ حضور ﷺ کے فضائل و خصائص اور کمالات کی روایات پر جرح و تنقید کرنا یا ان پر پردہ ڈالنا شاید ان کے نزدیک توحید پرستی کے لوازمات میں سے ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدّ ظلّہ العالی آغازِ تحریک سے ہی اس ایمان سوز فکر و عمل کے خلاف جہدِ مسلسل میں مصروف ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ''روزِ محشر اور شانِ مصطفیٰ ﷺ'' اُن کی اِسی سعیِ مشکور کی مظہر ہے، جس میں میدانِ حشر کی ہولناکیوں میں سید دو عالم حضور نبی اکرم ﷺ کے شفاعت بخش اور فرحت افزا جھونکوں کا ذکر ہے۔ اَحکَمُ الحاکمین کے دربار میں آپ ﷺ کی قدر و منزلت، شفاعتِ کبریٰ اور اِختیاراتِ وہبیہ کا ایمان افروز اور مدلّل تذکرہ ہے۔ یقیناً اس کے مطالعہ سے اہلِ محبت کے قلب و نظر روشن ہوں گے اور جبینیں بارگاہِ ایزدی میں اِظہارِ تشکر کے لیے جھک جائیں گی۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدّ ظلّہ العالی کی اِس کتاب کو رحمتِ دو عالم ﷺ کے مقام و مرتبہ کو سمجھنے اور آپ ﷺ کی محبت سے قلوب و اَذہان کو منور کرنے کا ذریعہ بنائے۔ (آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

(پروفیسر محمد نصر اللہ معینی)

ڈائریکٹر ریسرچ، FMRi

www.MinhajBooks.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبیِ آخر الزمان، سرورِ کائنات، حضور نبی اکرم ﷺ کو ایسے خصائص مطہرہ سے نوازا، جو منفرد اور بے مثال ہی نہیں بلکہ اعلیٰ ترین بھی ہیں۔ آپ ﷺ کے یہ خصائصِ عُلیا قرآن و حدیث میں بیان ہوئے ہیں۔ اِن خصائص و امتیازات کے سبب ہی حضور نبی اکرم ﷺ جملہ انبیاء کرام علیھم السلام پر فضیلت رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے آقا ﷺ کے یہ خصائص اِس قدر اَرفع و اَعلیٰ ہیں کہ اِن کے فہم سے ہماری ناقص عقل عاجز ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے خصائص کی رفعتِ شان حقیقتاً روزِ محشر عیاں ہوگی۔ آپ ﷺ اپنے اِنہی خصائص و امتیازات کے سبب جملہ انبیاء کرام علیھم السلام کے امام اور تمام نوعِ انسانی کے قائد ہوں گے۔ آپ ﷺ فرشتوں کے جلو میں براق پر سوار ہوں گے، آپ ﷺ کے دستِ رحمت میں حمد الٰہی کا پرچم ہوگا اور اِس کے سائے میں اولین و آخرین صفیں باندھے، آپ ﷺ کی حمد و ثنا بیان کر رہے ہوں گے۔ آپ ﷺ عرش پر اللہ تعالیٰ کے دائیں جانب لباسِ فاخرہ زیبِ تن فرمائے جلوہ افروز ہوں گے۔ آپ ﷺ کے لئے عرش پر خصوصی نشست کا اہتمام کیا جائے گا جس پر آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تشریف فرما ہوں گے۔ یہی وہ دن ہے جب تمام اُمتیں اللہ تعالیٰ کے حضور آپ ﷺ کی شفاعت کی خواستگار ہوں گی۔ آپ ﷺ کو شفاعتِ کبریٰ کا اختیار دیا جائے گا اور آپ ﷺ تمام اُمَمِ سابقہ کی بالعموم اور اپنی اُمت کی بالخصوص شفاعت فرمائیں گے۔ آپ ﷺ کو جنت کی کنجیاں عطا کی جائیں گی اور آپ ﷺ اپنے دستِ اقدس سے جنت کا افتتاح فرمائیں گے، بعد ازاں آپ ﷺ کو حوضِ کوثر عطا کیا جائے گا، پیاسوں کو کوثر کے جام آپ ﷺ ہی کے واسطے سے پلائے جائیں گے۔ یہ بھی آپ ﷺ کے خصائص میں سے ہے کہ دوسرے انبیاء کرام

علیهم السلام کے مقابلے میں آپ ﷺ کی اُمت کی کثیر تعداد جنت میں داخل ہوگی۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَلا وَأَنَا حَبِيبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَلَا فَخْرَ.(۱)

''سن لو! میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور میں یہ بات فخریہ نہیں کہتا۔ میں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں اور میں یہ بات فخریہ نہیں کہتا۔ قیامت کے دن سب سے پہلا شفاعت کرنے والا بھی میں ہی ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور میں یہ بات فخریہ نہیں کہتا۔ سب سے پہلے جنت کا کنڈا کھٹکھٹانے والا بھی میں ہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے اِسے کھولے گا اور مجھے اِس میں داخل فرمائے گا۔ میرے ساتھ فقیر و غریب مومن ہوں گے اور میں یہ بات فخریہ نہیں کہتا۔ میں اولین و آخرین میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں اور میں یہ بات فخریہ نہیں کہتا۔''

روزِ محشر آپ ﷺ کے ظاہر ہونے والے دیگر خصائص و امتیازات حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ قبرِ انور سے ظہور میں اوّلیت

روزِ محشر سب سے پہلے حضور رحمتِ عالم ﷺ کی قبرِ انور شق ہوگی اور

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، کتاب المناقب، باب فضل النبي ﷺ، ۵: ۵۸۷، رقم: ۳۶۱۶

۲۔ دارمي، السنن، المقدمة، باب ما أعطي النبي ﷺ من الفضل، ۱: ۳۹، رقم: ۴۷

آپ ﷺ سب انسانوں سے پہلے قبرِ انور سے باہر تشریف لائیں گے۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا إِذَا بُعِثُوْا.(۱)

’’جب لوگوں کو قبروں سے اُٹھایا جائے گا تو سب سے پہلے میں (قبرِ انور سے) باہر آؤں گا۔‘‘

۲۔ حدیثِ مذکورہ درج ذیل الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے:

وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ.(۲)

---

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب المناقب، باب فضل النبي ﷺ، ۵: ۵۸۵، رقم: ۳۶۱۰

۲۔دارمی، السنن، المقدمة، باب ما أعطي النبي ﷺ من الفضل، ۱: ۳۹، رقم: ۴۸

۳۔ أبو يعلى، المعجم، ۱: ۱۴۷، رقم: ۱۶۰

۴۔ قاضی عياض، الشفاء، ۱: ۱۲۷

۵۔ بيهقی، دلائل النبوة، ۵: ۴۸۴

۶۔ بغوی، شرح السنة، ۱۳: ۲۰۳، رقم: ۳۶۲۴

۷۔ سيوطی، الخصائص الكبرىٰ، ۲: ۳۷۷

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة بني اسرائيل، ۵: ۳۰۸، رقم: ۳۱۴۸

۲۔ أبو داود، السنن، كتاب السنة، باب في التخير بين الأنبياء، ۴: ۲۱۸، رقم: ۴۶۷۳

۳۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۰، رقم: ۴۳۰۸

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۸۱، رقم: ۲۵۴۶

''میں سب سے پہلا (انسان) ہوں گا جس کے (باہر نکلنے کے) لیے (قبر کی) زمین شق ہوگی اور میں یہ بات فخریہ نہیں کہتا۔''

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

إِنِّي لَأَوَّلُ النَّاسِ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْ جُمْجُمَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ.(۱)

''قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے پہلے میری قبر (مبارک) کھلے گی اور (مجھے اِس پر) فخر نہیں۔''

۲۔ ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں ظہور

حضور نبی اکرم ﷺ قیامت کے دن ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں اپنی قبر انور سے میدانِ حشر میں تشریف لائیں گے۔ یہ بھی آپ ﷺ ہی کی ایک اختصاصی شان ہے۔

۱۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

إِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْأَرْضُ خَرَجَ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ، يَزِفُّونَهُ.(۲)

---

(۱) ۱۔ دارمی، السنن، المقدمة، باب ما أعطي النبي ﷺ من الفضل، ۱: ۴۱، رقم: ۵۲
۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۴۰۱، رقم: ۷۶۹۰
۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۴۴، رقم: ۱۲۴۹۱
۴۔ بیهقی، شعب الإیمان، ۲: ۱۸۱، الرقم: ۱۴۸۹

(۲) ۱۔ دارمی، السنن، المقدمة، باب ما أکرم اللہ تعالی نبیه بعد موته، ۱: ۵۷، رقم: ۹۴
۲۔ ابن جوزی، الوفا بأحوال المصطفی ﷺ: ۸۳۳
۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۲۱۷

”(روزِ محشر) جب حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے زمین (قبر انور) شق ہوگی تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں باہر تشریف لائیں گے۔“

۲۔ امام قسطلانیؒ (۹۲۳ھ) نے امام نجار کی روایت سے تاریخ المدینۃ سے نقل کیا ہے:

إِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْأَرْضُ خَرَجَ فِي سَبْعِيْنَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ، يُوَقِّرُوْنَهُ.(۱)

”جب حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے زمین کو کھولا جائے گا تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جلو میں تشریف لائیں گے جو آپ ﷺ کی عزت و احترام کریں گے۔“

۳۔ براق پر تشریف آوری

روزِ محشر حضور نبی اکرم ﷺ میدانِ حشر میں تشریف لائیں گے تو براق پر سوار ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

تُبْعَثُ الْأَنْبِيَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى الدَّوَابِ لِيُوَافُوْا بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ قَوْمِهِمُ الْمَحْشَرَ، وَيُبْعَثُ صَالِحٌ عَلَى نَاقَتِهِ، وَأُبْعَثُ عَلَى الْبُرَاقِ.(۲)

...... ۴۔صالحی، سبل الهدیٰ والرشاد، ۱۲: ۴۵۲

(۱) قسطلانی، المواهب اللدنية، ۳: ۴۳۷، ۴۳۸

(۲) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۳: ۱۶۶، رقم: ۴۷۲۷

۲۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۳: ۴۳، رقم: ۲۶۲۹

۳۔ طبرانی، المعجم الصغير، ۲: ۲۵۵، رقم: ۱۱۲۲

۴۔ دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۵: ۴۶۹

۵۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۳۳

’’تمام انبیاء علیہم السلام کو محشر میں اپنی قوم کے مومن اَفراد تک جانے کے لیے جانوروں کی سواریوں پر سوار کیا جائے گا اور حضرت صالح علیہ السلام کو اُن کی اونٹنی پر لے جایا جائے گا اور مجھے براق پر سوار کر کے لے جایا جائے گا۔‘‘

۴۔ بنی نوع اِنسان کے قائد

حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہوگا کہ آپ ﷺ روزِ محشر تمام بنی نوع انسان کی قیادت فرمائیں گے۔ آپ ﷺ اس دُنیا میں بھی اولادِ آدم کے سردار ہیں اور روزِ حشر بھی اولادِ آدم کی سرداری کی خلعت آپ ﷺ ہی کو عطا کی جائے گی۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(۱)

’’روزِ محشر، میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

۶۔ قسطلانی، المواهب اللدنيه، ۳: ۴۳۷

۷۔ صالحی، سبل الهدی والرشاد، ۱۲: ۴۵۳

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الفضائل، باب تفضيل نبينا على جميع الخلائق، ۴: ۱۷۸۲، رقم: ۲۲۷۸

۲۔ ترمذي، السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة بني اسرائيل، ۵: ۳۰۸، رقم: ۳۱۴۸

۳۔ أبو داود، السنن، كتاب السنه، باب في التخير بين الأنبياء عليهم السلام، ۴: ۲۱۸، رقم: ۴۶۷۳

۴۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۰، رقم: ۴۳۰۸

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۵۴۰، رقم: ۱۰۹۸۵

وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوْا.(۱)

’’اور میں اُس دن تمام لوگوں کا قائد ہوں گا جب وہ میرے پاس (شفاعت کی درخواست لیے) وفد بن کر آئیں گے۔‘‘

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا أَوَّلُهُمْ خُرُوْجًا، وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوْا، وَأَنَا خَطِيْبُهُمْ إِذَا أَنْصَتُوا، وَأَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ إِذَا حُبِسُوا، وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوا، اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيْحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي، وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي، يَطُوْفُ عَلَيَّ أَلْفُ خَادِمٍ كَأَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُوْنٌ أَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُوْرٌ.(۲)

’’قیامت کے روز سب سے پہلے میں ہی قبر سے باہر نکلوں گا، جب سب لوگ بارگاہِ ایزدی میں اکٹھے ہوں گے تو میں ہی اُن کا پیشوا ہوں گا، جب سب لوگ خاموش ہوں گے تو میں کلام کروں گا اور جب اُن کا حساب ہوگا تو میں ہی اُن کی شفاعت کروں گا، جب سب لوگ مایوس ہوں گے تو میں ہی اُن کو (نجات کی) خوشخبری دوں گا، بزرگی اور (جنت و رحمت کی) چابیاں اُس روز میرے ہی ہاتھ

---

(۱) ۱۔ دارمي، السنن، المقدمة، باب ما أعطي النبي ﷺ من الفضل، ۱: ۳۹، رقم: ۴۸

۲۔ أبو يعلى، المعجم، ۱: ۱۴۷، رقم: ۱۶۰

۳۔ ديلمی، مسند الفردوس، ۱: ۴۷، رقم: ۱۱۷

۴۔ خلال، السنة، ۱: ۲۰۸، رقم: ۲۳۵

(۲) ۱۔ دارمي، السنن، المقدمة، باب ما أعطى النبي ﷺ من الفضل، ۱: ۳۰، رقم: ۴۸

۲۔ بيهقي، دلائل النبوة، ۵: ۴۸۴

۳۔ بغوي، شرح السنة، ۱۳: ۲۰۳، رقم: ۳۶۲۴

میں ہوں گی۔ میری عزت خدا کے نزدیک تمام اولادِ آدم سے زیادہ ہے۔ اُس روز ہزاروں خادم میرے ارد گرد گھوم رہے ہوں گے، ایسا معلوم ہو گا کہ وہ (گرد و غبار سے محفوظ) سفید (خوبصورت) انڈے ہیں یا بکھرے ہوئے موتی ہیں۔‘‘

۵۔ اُمتِ محمدی ﷺ کی تمام اُمتوں پر عددی کثرت

روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہو گا کہ اُس روز آپ ﷺ کی اُمت، تمام انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں سے تعداد میں زیادہ ہو گی۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوْتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(۱)

’’ہر نبی کو ایسی نشانیاں عطا کی گئیں جنہیں دیکھ کر لوگ اُن کی نبوت پر ایمان لاتے اور مجھے جو نشانی دی گئی ہے وہ وحیِ الٰہی ہے (جو قیامت تک بصورتِ کتاب لفظاً وحرفاً محفوظ رہے گی)، پس مجھے اُمید ہے کہ روزِ محشر میرے پیروکاروں کی تعداد تمام انبیاء سے زیادہ ہو گی۔‘‘

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب کیف نزل الوحي وأول ما نزل، ۴: ۱۹۰۵، رقم: ۴۶۹۶

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب وجوب الإیمان برسالة نبینا محمد إلی جمیع الناس، ۱: ۱۳۴، رقم: ۱۵۲

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۴۱، رقم: ۸۴۷۲

أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۱)

''روزِ محشر میرے پیروکار تمام انبیاء علیہم السلام کے پیروکاروں سے تعداد میں زیادہ ہوں گے۔''

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۲)

''بیشک روزِ محشر میرے پیروکار تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے پیروکاروں سے تعداد میں زیادہ ہوں گے۔''

۴۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ وَالنَّبِيَّانِ يَمُرُّونَ مَعَهُمُ الرَّهْطُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، حَتَّى رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ، قُلْتُ: مَا هَذَا؟

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب في قول النبي ﷺ أنا أوّل النّاس يشفع في الجنة وأنا أكثر الأنبياء تبعا، ۱: ۱۸۸، رقم: ۱۹۶
۲۔ بيهقي، السنن الكبرىٰ، ۹: ۴، رقم: ۱۷۴۹۲
۳۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۶: ۳۲۵، رقم: ۳۱۷۸۱
۴۔ أبو عوانة، المسند۲، ۱: ۱۰۱، رقم: ۳۲۵

(۲) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الحوض، ۲: ۱۴۳۸، رقم: ۴۳۰۱
۲۔ ابن أبي شيبه، المصنف، ۶: ۳۰۹، رقم: ۳۱۶۸۱
۳۔ أبو يعلى، المسند، ۲: ۳۰۳، رقم: ۱۰۲۸
۴۔ عبد بن حميد، المسند، ۱: ۲۸۴، رقم: ۹۰۴

أُمَّتِي هَذِهِ؟ قِيلَ: بَلْ هَذَا مُوسَى وَقَوْمُهُ، قِيلَ: انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ فَإِذَا سَوَادٌ يَمْلَأُ الْأُفُقَ، ثُمَّ قِيلَ لِي: انْظُرْ هَا هُنَا وَهَا هُنَا فِي آفَاقِ السَّمَاءِ فَإِذَا سَوَادٌ قَدْ مَلَأَ الْأُفُقَ، قِيلَ: هَذِهِ أُمَّتُکَ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ هَؤُلَاءِ سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ.(۱)

’’مجھ پر کچھ اُمتیں پیش کی گئیں۔ پس ایک نبی یا دو نبی گزرے اور اُن کے ساتھ لوگوں کی جماعت تھی اور ایک نبی ایسے تھے کہ اُن کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہاں تک کہ مجھے ایک بہت بڑی جماعت دکھائی گئی۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ کیا میری اُمت یہی ہے؟ کہا گیا: یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اُن کی قوم ہیں۔ پھر کہا گیا: اُفق کی جانب دیکھئے۔ (میں نے دیکھا) تو ایک ایسی (کثیر) جماعت نظر آئی جس نے اُفق کو بھرا ہوا تھا۔ پھر کہا گیا: اِدھر اور اُدھر بھی آسمانی افق کی جانب دیکھئے۔ میں نے دیکھا تو اُس جماعت نے ہر طرف سے اُفق کو بھرا ہوا تھا۔ کہا گیا: یہ آپ کی اُمت ہے اور اُن میں ستر ہزار (وہ بھی ہیں جو) بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔‘‘

۵۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۱۱۰ - ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ - کے بارے میں فرمایا:

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب الطب، باب من اکتوي أو کوی غيره وفضل من لم يکتو، ۵: ۲۱۵۷، رقم: ۵۳۷۸
۲۔ بخاری، الصحيح، کتاب الطب، باب من لم يرق، ۵: ۲۱۷۰، رقم: ۵۴۲۰
۳۔مسلم، الصحيح، کتاب الإيمان، باب الدليل علی دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ۱: ۱۹۹، رقم: ۲۲۰
۴۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۵: ۵۳، رقم: ۲۳۶۲۱

إِنَّكُمْ تَتِمُّونَ سَبْعِينَ أُمَّةً، أَنْتُمْ خَيْرُهَا وَأَكْرَمُهَا عَلَى اللهِ.(۱)

''تم ستر اُمتوں کو مکمل کرنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ معزز و مکرم تم ہی ہو۔''

۶۔ حضرت سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَمِائَةُ صَفٍّ، ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ، وَأَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ.(۲)

''جنتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں سے اسی (۸۰) صفیں میری اُمت کی ہوں گی اور باقی تمام اُمتوں کی صرف چالیس (۴۰) صفیں ہوں گی۔''

---

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب التفسير، باب ومن تفسير سورة آل عمران، ۵: ۲۲۶، رقم: ۳۰۰۱
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۶۱، رقم: ۱۱۶۰۴
۳۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۴: ۹۴، رقم: ۶۹۸۷
۴۔ ہندی، كنز العمال، ۱۲: ۱۶۹، رقم: ۳۴۵۱۹

(۲) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب صفة الجنة عن رسول الله ﷺ، باب ماجاء فی صف اهل الجنه، ۴: ۶۸۳، رقم: ۲۵۴۶
۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب صفة أمة محمد ﷺ، ۲: ۱۴۳۴، رقم: ۴۲۸۹
۳۔ دارمی، السنن، ۲: ۴۳۴، رقم: ۲۸۳۵
۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۴۷۔ ۳۵۵
۵۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۶: ۴۹۹، رقم: ۷۴۶۰

۶۔ روزِ محشر لواءِ حمد کے علم بردار

حضور نبی اکرم ﷺ قیامت کے دن لواءِ حمد تھامے ہوں گے اور تمام انبیاء و رُسل کی اُمتیں اِس کے سائے تلے جمع ہوں گی۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ.(۱)

’’(روزِ محشر) حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اور مجھے اِس پر کوئی فخر نہیں۔‘‘

۲۔ ایک اور روایت میں اس شان کا اظہار یوں فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ، بِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ تَحْتِي آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهُ.(۲)

’’میں ساری اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور یہ بات فخریہ نہیں کہتا، اور سب

---

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، باب ومن سورة بني اسرائيل، ۵: ۳۰۸، رقم: ۳۱۴۸

۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۰، رقم: ۴۳۰۸

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۸۱، رقم: ۲۵۴۶

۴۔ أبو يعلى، المسند، ۴: ۲۱۵، رقم: ۲۳۲۸

(۲) ۱۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۹۸، رقم: ۶۴۷۸

۲۔ أبو يعلى، المسند، ۱۳: ۴۸۰، رقم: ۷۴۹۳

۳۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۲: ۳۶۹، رقم: ۷۹۳

۴۔ مقدسی، الأحاديث المختارة، ۹: ۴۵۵، رقم: ۴۲۸

۵۔ هيثمي، موارد الظمآن، ۱: ۵۲۳، رقم: ۲۱۲۷

سے پہلے میری زمین شق ہوگی، اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی، میرے ہاتھ میں (اللہ تعالیٰ کی) حمد کا جھنڈا ہو گا جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء ہوں گے۔‘‘

۷۔ جملہ انبیاء و اُمم کا آپ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہونا

تمام مجمع خلائق میدانِ حشر میں حضور ﷺ کی شفاعت کا تمنائی ہوگا۔ اس وقت لوائے حمد آپ ﷺ نے اپنے دستِ اقدس میں تھاما ہوگا اور جملہ انبیاء کرام کے جلو میں ان کی امتیں امیدوارِ کرم بنی اس حمد کے جھنڈے تلے کھڑی ہوں گی۔

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمَ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي.(۱)

’’حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء علیھم السلام میرے پرچم تلے ہوں گے۔‘‘

۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَهُوَ تَحْتَ لِوَائِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَنْتَظِرُ الْفَرَجَ.(۲)

’’روزِ محشر ہر شخص میرے جھنڈے (کی چھاؤں) تلے کشادگی کا منتظر ہوگا۔‘‘

۳۔ امام احمد بن حنبل کے الفاظ یہ ہیں:

آدَمُ فَمَنْ دُونَهُ تَحْتَ لِوَائِي وَلَا فَخْرَ.(۳)

---

(۱) ترمذي، السنن، كتاب المناقب، باب فضل نسب النبي ﷺ، ۵: ۵۸۷، رقم: ۳۶۱۵

(۲) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۸۳، رقم: ۸۲
۲۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۷۶

(۳) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۸۱، رقم: ۲۵۴۶

’’حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ ہر نبی میرے جھنڈے تلے ہوگا اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہہ رہا۔‘‘

۸۔ جملہ انبیاء علیہم السلام کی قیادت و سیادت کا شرف

قیامت کے دن حضور نبی اکرم ﷺ ہی تمام انبیاء کے قائد، امام، خطیب اور اُنہیں حق شفاعت دلانے والے ہوں گے۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّيْنَ، وَخَطِيْبَهُمْ.(۱)

’’روزِ محشر سب نبیوں کا امام اور خطیب میں ہی ہوں گا۔‘‘

۹۔ تمام پیغمبروں اور اُمتوں پر گواہ

قیامت کے دن ہر نبی اپنی اُمت پر گواہ ہوگا جبکہ حضور ﷺ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اور اُن کی اُمتوں پر گواہ ہوں گے۔

...... ۲۔ أبو يعلى، المسند، ۴: ۲۱۵، رقم: ۲۳۲۸

۳۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۲: ۱۸۱، رقم: ۱۴۸۸

۴۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۷۲

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب المناقب عن رسول الله ﷺ، باب في فضل النبي ﷺ، ۵: ۵۸۶، رقم: ۳۶۱۳

۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۳، رقم: ۴۳۱۴

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۳۷، رقم: ۲۱۲۸۳

۴۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۱۴۳، رقم: ۲۴۰، ۲۴۱

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيۡدًا۝ (۱)

’’پھر اُس دن کیا حال ہو گا جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے حبیب) ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے۝‘‘

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَيَوۡمَ نَبۡعَثُ فِىۡ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيۡدًا عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِهِمۡ وَجِئۡنَا بِكَ شَهِيۡدًا عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ. (۲)

’’اور (یہ) وہ دن ہوگا (جب) ہم ہر اُمت میں اُنہی میں سے خود اُن پر گواہ اُٹھائیں گے اور (اے حبیبِ مکرم!) ہم آپ کو ان سب (اُمتوں اور پیغمبروں) پر گواہ بنا کر لائیں گے۔‘‘

۱۰۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور تمام اُمم کا حضور ﷺ سے اِستغاثہ

روزِ محشر تمام انبیائے کرام علیہم السلام اور اُن کی امم آپ ﷺ سے مدد و اعانت طلب کریں گے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ اُس وقت کی سختی کو زائل فرمائے گا۔

صحیح بخاری میں حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

إِنَّ الشَّمۡسَ تَدۡنُو يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ حَتَّى يَبۡلُغَ الۡعَرَقُ نِصۡفَ الۡأُذُنِ فَبَيۡنَا

(۱) النساء، ۴: ۴۱

(۲) النحل، ۱۶: ۸۹

هُمْ كَذَلِكَ، اسْتَغَاثُوا بِآدَمَ ثُمَّ بِمُوسَى ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ.(۱)

’’قیامت کے روز سورج لوگوں کے قریب آ جائے گا، یہاں تک کہ پسینہ نصف کانوں تک پہنچ جائے گا۔ وہ اسی حالت میں لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے استغاثہ کریں گے (مدد طلب کریں گے) پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور آخر میں (تاجدارِ انبیاء) حضور نبی اکرم ﷺ سے مدد طلب کریں گے۔‘‘

۱۱۔ اہلِ محشر کے لیے نجات کی بشارت دینے والے

حضور نبی اکرم ﷺ شدید کرب میں مبتلا اہلِ محشر کو نجات کی خوشخبری دینے والے ہوں گے۔ آپ ﷺ کا اِرشاد ہے:

أَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوا.(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الزكوٰة، باب من سأل الناس تكثرا، ۲: ۵۳۶، رقم: ۱۴۰۵

۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۸: ۳۱۰

۳۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۳: ۲۶۹، رقم: ۳۵۰۹

۴۔ ديلمي، مسند الفردوس، ۲: ۳۷۷، رقم: ۳۶۷۷

۵۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۷۱

۶۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۵۴

(۲) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب المناقب، باب في فضل النبي ﷺ، ۵: ۵۸۵، رقم: ۳۶۱۰

۲۔ دارمي، السنن، المقدمه، باب ما أعطى النبي ﷺ من الفضل، ۱: ۳۹، رقم: ۴۸

۳۔ أبو يعلى، المعجم، ۱: ۱۴۷، رقم: ۱۶۰

۴۔ قسطلانی، المواهب اللدنيه، ۳: ۴۳۷

”(روزِ محشر) میں ہی خوشخبری دوں گا جب تمام لوگ یاسیت و نا اُمیدی میں مبتلا ہوں گے۔“

۱۲۔ پل صراط سے گزرنے میں اَوّلیت کا شرف

روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ اپنی امت کو ساتھ لے کر پل صراط سے تمام انبیاء و اُمم سے پہلے گزریں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

فَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ، فَأَكُونُ أَوَّلَ مَنْ يَجُوزُ مِنَ الرُّسُلِ بِأُمَّتِهِ. (۱)

”جہنم کے اوپر پل صراط رکھ دیا جائے گا، رسولوں میں سے سب سے پہلے میں اپنی امت کے ہمراہ اسے عبور کروں گا۔“

۱۳۔ پل صراط، میزان اور حوضِ کوثر پر اُمت کی غمگساری

جب میدانِ حشر میں نفسا نفسی کا عالم ہوگا، ہر کوئی سایۂ رحمت کی تلاش میں سرگرداں ہوگا، اولادِ آدم حضور ﷺ کے دامانِ کرم کی متلاشی ہو گی تو آپ ﷺ تین مقامات یعنی پل صراط، میزان اور حوض کوثر میں سے کسی ایک مقام پر ہوں گے، جہاں

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الأذان، باب فضل السجود، ۱: ۲۷۸، رقم: ۷۷۳

۲۔ بخاري، الصحيح، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى وجوه يومئذ ناضرة إلى ربها ناظرة، ۶: ۲۷۰۴، رقم: ۷۰۰۰

۳۔ أبو عوانة، المسند، ۱: ۱۳۹، رقم: ۴۱۹

۴۔ منذري، الترغيب والترهيب، ۴: ۲۲۰

آپ ﷺ اپنی گنہگار اُمت کی غمگساری فرما رہے ہوں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنْ يَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَقَالَ: أَنَا فَاعِلٌ. قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! فَأَيْنَ أَطْلُبُکَ؟ قَالَ: اطْلُبْنِي أَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِي عَلَى الصِّرَاطِ، قَالَ: قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَلْقَکَ عَلَى الصِّرَاطِ؟ قَالَ: فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ، قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ أَلْقَکَ عِنْدَ الْمِيزَانِ؟ قَالَ: فَاطْلُبْنِي عِنْدَ الْحَوْضِ، فَإِنِّي لَا أُخْطِئُ هَذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ.[۱]

’’میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے روز قیامت اپنے لیے شفاعت کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں (شفاعت) کرنے والا ہوں۔ میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پہلے مجھے (پل) صراط پر ڈھونڈنا۔ میں نے عرض کیا: آقا! اگر میں وہاں آپ کو نہ مل سکا تو؟ فرمایا: میزان کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! اگر وہاں بھی میں آپ کو نہ مل سکوں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: تو پھر مجھے حوضِ کوثر پر تلاش کرنا کیونکہ میں اِن تینوں مقامات میں سے کسی ایک مقام پر ہوں گا۔‘‘

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، کتاب صفة القيامه والرقائق والورع، باب ما جاء في شأن الصراط، ۴: ۶۲۱، رقم: ۲۴۳۳

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۷۸، رقم: ۱۲۸۴۸

۳۔ مقدسي، الأحاديث المختارة، ۷: ۲۴۸، رقم: ۲۶۹۳

۴۔ منذري، الترغيب والترهيب، ۴: ۲۳۰، رقم: ۵۴۸۶

۵۔ عسقلاني، فتح الباري بشرح صحيح البخاري، ۸: ۴۲۶

۱۴۔ کلماتِ حمد اور خصوصی نداء کا عطا کیا جانا

حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ قیامت بارگاہ خداوندی میں شفاعت کے لئے خصوصی کلماتِ حمد عطا کئے جائیں گے، جن سے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائیں گے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث شفاعت میں روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

يُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ. (۱)

''(ربِ کائنات کی طرف سے) مجھے ایسے مخصوص کلماتِ حمد و ثنا عطا کئے جائیں گے جو اس وقت مجھے مستحضر نہیں، میں انہی (مخصوص) کلماتِ حمد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کروں گا۔''

روزِ قیامت اللہ تعالیٰ سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ کو آواز دے گا۔ یوں قیامت کے دن کی کاروائی کا آغاز ندائے ''یا محمد'' سے ہو گا۔ جس طرح ہم جلسہ کی

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب کلام الرب ﷻ یوم القیامة مع الأنبیاء وغیرھم، ۶: ۲۷۲۷، رقم: ۷۰۷۲
۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب أدنی أھل الجنة منزلة فیھا، ۱: ۱۸۳، رقم: ۱۹۳
۳۔ نسائي، السنن الکبریٰ، ۶: ۳۳۰، رقم: ۱۱۱۳۱
۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۳۵، رقم: ۹۶۲۱
۵۔ أبو یعلی، المسند، ۷: ۳۱۱، رقم: ۴۳۵۰
۶۔ ابن منده، الإیمان، ۲: ۸۴۱

کاروائی کا آغاز تلاوت سے کرتے ہیں۔ قیامت کی کاروائی کا آغاز حضور نبی اکرم ﷺ کے اسم پاک سے ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو خصوصی کلماتِ حمد عطا فرمائے گا جو اس سے قبل کسی اور نبی کو عطا نہیں کیے گئے ہوں گے۔

وَقَالَ حُذَيْفَةُ: يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ فِي صَعِيْدٍ وَاحِدٍ حَيْثُ يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي، وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ، حُفَاةً كَمَا خُلِقُوْا، سُكُوْتًا لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ، فَيُنَادِي مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ: لَبَّيْکَ وَسَعْدَيْکَ، وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْکَ، وَلَکَ وَإِلَيْکَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَى مِنْکَ إِلَّا إِلَيْکَ، تَبَارَکْتَ وَتَعَالَيْتَ، سُبْحَانَ رَبِّ الْبَيْتِ، قَالَ: فَذَلِکَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِي ذَکَرَ اللهُ. (۱)

’’حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ آخرت لوگوں کو ایک ہموار میدان میں اکٹھا فرمائے گا۔ جہاں پکارنے والے کی آواز کو سب سن سکیں گے اور سب نظر آتے ہوں گے۔ لوگ اسی طرح ننگے ہوں گے جس طرح پیدا ہوئے تھے اور سب خاموش ہوں گے اذنِ الٰہی کے بغیر کسی کو بولنے کی جرات نہیں ہوگی۔ (اللہ رب العزت) آواز دے گا: محمد! حضور نبی اکرم ﷺ عرض کریں گے: اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، بھلائی تیرے لئے اور تیری طرف ہے۔ تیرا بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے۔ میں تیرے ہی لئے ہوں اور میری دوڑ تیری ہی جانب ہے۔ تیری بارگاہ کے سوا کوئی پناہ گاہ اور جائے نجات نہیں۔ تیری ذاتِ بابرکات، بلند اور پاک ہے۔ اے بیت اللہ کے رب! حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (جس جگہ کھڑے ہوکر آپ یہ حمد بیان کریں گے) وہی مقام محمود ہے جس کا قرآن

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۲: ۳۹۵، رقم: ۳۳۸۴

۲۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۶: ۳۱۹، رقم: ۳۱۷۴۴

کریم میں ذکر آیا ہے۔‘‘

۱۵۔ اَوّلین و آخرین کا حضور ﷺ کی مدح سرائی کرنا

قیامت کے دن حضور ﷺ مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہوں گے اور تمام اولین و آخرین آپ ﷺ کی ثنا خوانی کریں گے:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آیتِ کریمہ ’’عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا‘‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أن یقیمک ربّک مقاما محمودا، مقام الشفاعة محمودا، یحمدک الأوّلون والآخرون.(۱)

’’آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود یعنی مقامِ شفاعت پر جلوہ افروز فرمائے گا درآنحالیکہ آپ محمود ہوں گے، اولین و آخریں سب آپ کی تعریف کریں گے۔‘‘

۲۔ حافظ ابنِ کثیرؒ (۷۰۰-۷۷۴ھ) نے مقامِ محمود کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اِس مقام پر نہ صرف تمام مخلوق بلکہ اللہ رب العزت بھی آپ کی تعریف بیان فرمائے گا۔ آپ بیان کرتے ہیں:

إفعل هذا الّذي أمرتک به، لنقیمک یوم القیامة مقامًا یحمدک فیه الخلائق کلّهم وخالقهم تبارک وتعالی.(۲)

’’اے محبوب! آپ یہ عمل (نمازِ تہجد) ادا کیجئے جس کا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے تاکہ روزِ قیامت آپ کو اس مقام پر فائز کیا جائے جس پر تمام مخلوقات اور خود

(۱) فیروز آبادی، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس: ۲۴۰

(۲) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۵: ۱۰۳

خالقِ کائنات بھی آپ کی حمد و ثناء بیان فرمائے گا۔‘‘

۳۔ اس مضمون کو امام خازنؒ (۷۲۵ھ) ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

والمقام المحمود هو مقام الشفاعة، لأنّه يحمده فيه الأوّلون والآخرون. (۱)

’’مقامِ محمود ہی مقامِ شفاعت ہے کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں اولین و آخرین حضور ﷺ کی توصیف بیان کریں گے۔‘‘

۴۔ امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

يحمدك فيه الأولون والآخرون وهو مقام الشّفاعة. (۲)

’’جس جگہ اوّلین و آخرین آپ ﷺ کی حمد کریں گے وہ مقامِ شفاعت ہوگا۔‘‘

۱۶۔ بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریزی کا شرفِ اوّلین

روزِ قیامت بارگاہِ خداوندی میں سجدہ ریز ہونے کی اجازت سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ کو ملے گی جس کی وجہ سے اہلِ محشر انتظار کی تکلیف سے نجات پائیں گے۔ سب سے پہلے سجدے سے سر اٹھانے کی اجازت بھی آپ ﷺ ہی کو دی جائے گی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ بِالسُّجُودِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُؤْذَنُ لَهُ أَنْ يَرْفَعَ رَأْسَهُ. ...... (۳)

(۱) خازن، لباب التأويل في معاني التنزيل، ۳: ۱۴۲

(۲) سیوطی، جلالین: ۲۹۰

(۳) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۹۹، رقم: ۲۱۷۸۵

۲۔ حاکم، المستدرك على الصحيحين، ۲: ۵۲۰، رقم: ۳۷۸۴

''قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے ہی سجدے کی اجازت ہو گی اور سب سے پہلے مجھے ہی (سجدہ سے) سر اُٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔''

۱۷۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو خلعتِ فاخرہ کا پہنایا جانا

روزِ محشر جب لوگ اکٹھے ہوں گے تو وہ برہنہ ہوں گے، اُن کے تن لباس سے عاری ہوں گے لیکن حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ منفرد خصوصیت حاصل ہو گی کہ اُس دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو خلعتِ فاخرہ زیب تن کرایا جائے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ فَأُكْسَى حُلَّةً مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ.(۱)

''میں ہی وہ پہلا شخص ہوں جس پر سب سے پہلے زمین شق ہوگی، پس مجھے جنت کی پوشاکوں میں سے ایک پوشاک پہنائی جائے گی۔''

۲۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

يُبْعَثُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَنَا وَأُمَّتِي عَلَى تَلٍّ فَيَكْسُوْنِي رَبِّي حُلَّةً خَضْرَاءَ ثُمَّ يُؤْذَنُ لِي فَأَقُوْلُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ أَقُوْلَ.(۲)

۲۔ بيهقی، شعب الايمان، ۳: ۱۷، رقم: ۲۸۴۵
۳۔ هيثمی، مجمع الزوائد، ۱: ۲۲۵
۴۔ سيوطی، الخصائص الكبریٰ، ۲: ۳۹۲

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب المناقب، باب في فضل النبی ﷺ، ۵: ۵۸۵، رقم: ۳۶۱۱
۲۔ قاضی عياض، الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ ﷺ، ۱: ۱۲۸
۳۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ۱۰: ۲۶۳

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴۵۶، رقم: ۱۵۸۲۱

’’روزِ قیامت لوگوں کو قبروں سے اُٹھایا جائے گا تو اُس وقت میں اور میرے اُمتی ایک ٹیلے پر جمع ہوں گے۔ پس میرا پروردگار مجھے سبز رنگ کا لباسِ فاخرہ پہنائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھے اِذنِ کلام دے گا اس مقام پر میں اللہ رب العزت کی منشاء کے مطابق حمد و ثناء کروں گا۔‘‘

۱۸۔ مقامِ محمود کے منصبِ اعلیٰ پر فائز ہونے کا شرف

مقامِ محمود، حضور نبی اکرم ﷺ کے خواصِ اُخروی میں سے ہے۔ روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کو جس اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز کیا جائے گا اُسے قرآن حکیم میں مقامِ محمود کا نام دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ق عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ○ (۱)

’’اور رات کے کچھ حصہ میں (بھی) قرآن کے ساتھ (شب خیزی کرتے ہوئے) نمازِ تہجد پڑھا کریں یہ خاص آپ کے لئے زیادہ (کی گئی) ہے یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا (یعنی وہ مقامِ شفاعتِ عظمیٰ جہاں جملہ اوّلین و آخرین آپ کی طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں گے)○‘‘

ائمۂ تفسیر و حدیث نے مقامِ محمود کے مختلف معانی اور تعبیرات بیان کی ہیں۔ جن میں دو زیادہ اہم ہیں:

.... ۲۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۹۹، رقم: ۶۴۷۹
۳۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۲: ۳۹۵، رقم: ۳۳۸۳
۴۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۸: ۳۳۶، رقم: ۸۷۹۷
(۱) بنی اسرائیل، ۱۷: ۷۹

(۱) مقامِ محمود، مقامِ شفاعت ہے

مقامِ محمود کے بارے میں بعض ائمہ کا قول ہے کہ یہ مقامِ شفاعت کا ہی دوسرا نام ہے۔

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾(۱) کے بارے میں فرمایا:

اَلْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ: الشَّفَاعَةُ. يُعَذِّبُ اللهُ قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ بِذُنُوْبِهِمْ ثُمَّ يُخْرِجُهُمْ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَيُؤْتَى بِهِمْ نَهَرًا، يُقَالُ لَهُ: الْحَيَوَانُ. فَيَغْتَسِلُوْنَ فِيْهِ ثُمَّ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ، ثُمَّ يَطْلُبُوْنَ مِنَ اللهِ تَعَالَى فَيُذْهِبُ عَنْهُمْ ذٰلِکَ الْإِسْمَ.(۲)

’’مقامِ محمود شفاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں میں سے ایک قوم کو ان کے گناہوں کے باعث عذاب دے گا، پھر محمد (ﷺ) کی شفاعت سے انہیں (جہنم) سے نکال کر ایسی نہر کے پاس لایا جائے گا جسے حیات آور کہا جاتا ہے۔ پس وہ اس میں غسل کریں گے اور پھر جنت میں داخل ہو جائیں گے، انہیں (جنت میں) جہنمی کہہ کر پکارا جائے گا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ سے (اس نام کے خاتمہ کا) مطالبہ کریں گے تو وہ اس نام کو ان سے ختم کر دے گا۔‘‘

۲۔ مقامِ محمود کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

---

(۱) بني اسرائيل، ۱۷: ۷۹

(۲) خوارزمي، جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة، ۱: ۱۴۸

إِنَّ النَّاسَ يَصِيرُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جُثًا كُلُّ أُمَّةٍ تَتْبَعُ نَبِيَّهَا يَقُولُونَ: يَا فُلَانُ اشْفَعْ يَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتَّى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَذَلِکَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ اللهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُودَ.(۱)

’’قیامت کے روز لوگ گروہ در گروہ اپنے اپنے نبی کے پیچھے پیچھے چلیں گے اور عرض کریں گے: اے نبی! ہماری شفاعت فرمایئے۔ اے نبی! ہماری شفاعت فرمایئے۔ حتی کہ طلب شفاعت کا سلسلہ حضور نبی اکرم ﷺ پر آ کر ختم ہو جائے گا اور یہ وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔‘‘

۳۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ. وَقَالَ: إِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُو يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ، فَبَيْنَاهُمْ کَذٰلِکَ اسْتَغَاثُوا بِآدَمَ، ثُمَّ بِمُوسَى، ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ ﷺ. وَزَادَ عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي جَعْفَرٍ: فَيَشْفَعُ لِيُقْضَى بَيْنَ الْخَلْقِ، فَيَمْشِي حَتَّى يَأْخُذَ

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، کتاب تفسير القرآن، باب قوله: عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا، ۴: ۱۷۴۸، رقم: ۴۴۴۱

۲۔ ترمذي، السنن، کتاب التفسير، باب من سورة بنی اسرائيل، ۵: ۳۰۸، رقم: ۳۱۳۷

۳۔ بيهقي، السنن الکبرىٰ، ۶: ۳۸۱، رقم: ۴۲۹۵

۴۔ قرطبي، الجامع لأحکام القرآن، ۱۰: ۳۰۹

۵۔ ابن کثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۶

بِحَلَقَةِ الْبَابِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا، يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ. (۱)

''کوئی شخص (دنیا میں بھکاری بن کر) لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کا ٹکڑا تک نہ ہوگا۔ اور فرمایا: قیامت کے دن سورج (مخلوق کے) اتنا قریب ہوگا کہ (ان کا) پسینہ نصف کان تک پہنچ جائے گا۔ پس وہ اس حال میں حضرت آدم علیہ السلام سے مدد طلب کریں گے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے، پھر حضرت محمد ﷺ سے مدد طلب کرنے جائیں گے۔ عبداللہ بن جعفر نے اتنا زیادہ بیان کیا کہ مجھ سے لیث نے بیان کیا ان سے ابن ابی جعفر نے بیان کیا: آپ ﷺ شفاعت کریں گے تاکہ مخلوق کے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ آپ جائیں گے حتی کہ جنت کے دروازے کا کنڈا پکڑ لیں گے۔ یہ وہ دن ہوگا جب اللہ تعالیٰ آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا اور سارے اہلِ محشر حضور ﷺ کی تعریف کریں گے۔''

۴۔ یزید فقیر کہتے ہیں: مجھے خوارج کی رائے نے گھیر لیا تھا (کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہمیشہ جہنم میں رہیں گے)۔ پس ہم لوگوں کی ایک کثیر جماعت کے ساتھ حج کرنے کے لئے نکلے (اور سوچا کہ بعد میں) ہم لوگوں کے پاس (اپنے اس عقیدہ کو بیان کرنے کے لئے) جائیں گے۔ فرماتے ہیں: ہمارا گزر مدینہ منورہ سے ہوا تو دیکھا کہ حضرت جابر

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، کتاب الزکاة، باب من سأل الناس تکثرا، ۲: ۵۳۶، رقم: ۱۴۰۵

۲۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۵۴، رقم: ۸۸۴

۳۔ بيهقی، شعب الإيمان، ۳: ۲۶۹، رقم: ۳۵۰۹

۴۔ ديلمی، مسند الفردوس، ۲: ۳۷۷، رقم: ۳۶۷۷

۵۔ طبری، جامع البيان في تفسير القرآن، ۱۵: ۱۴۶

۶۔ ابن کثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۶

بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ایک ستون کے پاس بیٹھے لوگوں کو احادیث بیان فرما رہے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں: اچانک اُنہوں نے جہنمیوں کا ذکر فرمایا تو میں نے اُن سے عرض کیا:

يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ! مَا هَذَا الَّذِي تُحَدِّثُوْنَ؟ وَاللهُ يَقُوْلُ: ﴿إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ﴾(۱) وَ﴿كُلَّمَآ أَرَادُوْا أَنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَآ أُعِيْدُوْا فِيْهَا﴾(۲) فَمَا هَذَا الَّذِي تَقُوْلُوْنَ؟ قَالَ: أَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: فَهَلْ سَمِعْتَ بِمَقَامِ مُحَمَّدٍ ﷺ (يَعْنِي الَّذِي يَبْعَثُهُ اللهُ فِيْهِ)؟ قُلْتُ: نَعَمْ! قَالَ: فَإِنَّهُ مَقَامُ مُحَمَّدٍ ﷺ الْمَحْمُوْدُ الَّذِي يُخْرِجُ اللهُ بِهِ مَنْ يُخْرِجُ.

وذكر حديث الشفاعة في إخراج الجهنميّن.(۳)

’’اے صحابیٔ رسول! آپ یہ کیا بیان کرتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ تو (جہنمیوں کے بارے) فرماتا ہے: ﴿بے شک تو جسے دوزخ میں ڈال دے تو تُو نے اسے واقعۃً رسوا کر دیا﴾ اور ایک مقام پر ہے ﴿جب بھی اس میں سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں دھکیل دیئے جائیں گے﴾ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: تم قرآن پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: کیا تم نے

---

(۱) آل عمران، ۳: ۱۹۲

(۲) السجدة، ۳۲: ۲۰

(۳) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، ۱: ۱۷۹، رقم: ۱۹۱

۲۔ أبو عوانة، المسند، ۱: ۱۵۴، رقم: ۴۴۸

۳۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۲۹، رقم: ۸۵۸

۴۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۱: ۲۸۹، رقم: ۳۱۵

۵۔ قاضي عياض، الشفا بتعريف حقوق المصطفىٰ ﷺ: ۲۷۲

حضور نبی اکرم ﷺ کا وہ مقام پڑھا ہے جس پر اﷲ تعالیٰ انہیں فائز فرمائے گا؟ میں نے کہا: ہاں! فرمایا: یہی حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ محمود ہے جس پر فائز ہونے کے سبب اﷲ تعالیٰ جس کو چاہے گا جہنم سے نکالے گا۔

’’اس کے بعد انہوں نے دوزخ سے نکالے جانے والے آخری گروہ کے بارے میں حدیثِ شفاعت کا ذکر کیا۔‘‘

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِي قَوْلِهِ: ﴿عَسَی أَنْ يَبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَحْمُودًا﴾ سُئِلَ عَنْهَا قَالَ: هِيَ الشَّفَاعَةُ. (۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ سے اﷲ رب العزت کے اس فرمان: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اِس سے مراد شفاعت ہے۔‘‘

۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

فَآخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الْجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا، فَيُقَالُ: مَنْ هَذَا؟ فَيُقَالُ مُحَمَّدٌ فَيَفْتَحُوْنَ لِي وَيُرَحِّبُوْنَ بِي، فَيَقُوْلُوْنَ: مَرْحَبًا فَأَخِرُّ سَاجِدًا، فَيُلْهِمُنِي اللهُ مِنَ الثَّنَاءِ وَالْحَمْدِ فَيُقَالُ لِي: اِرْفَعْ رَأْسَکَ وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَقُلْ يُسْمَعْ لِقَوْلِکَ، وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، کتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة بني اسرائيل، ۵: ۳۰۳، رقم: ۳۱۳۷

۲۔ ابن کثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۹

۳۔ سيوطي، الدر المنثور، ۸: ۵۴۳

الَّذِي قَالَ اللهُ ﴿عَسَى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾.(۱)

’’میں جنت کے دروازے کی زنجیر پکڑ کر کھٹکھٹاؤں گا، تو کہا جائے گا: کون؟ جواب دیا جائے گا: حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ چنانچہ وہ میرے لئے دروازہ کھولیں گے اور مجھے مرحبا کہیں گے، میں (اللہ ﷻ کے سامنے) سجدہ ریز ہوجاؤں گا تو اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد و ثناء کا کچھ حصہ الہام فرمائے گا۔ مجھے کہا جائے گا: سر اٹھایئے، مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا، شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی اور فرمایئے آپ کی بات مانی جائے گی۔ (آپ ﷺ نے فرمایا) یہی وہ مقامِ محمود ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾۔‘‘

۷۔ ایک حدیث میں امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ روایت کیے ہیں:

هُوَ الْمَقَامُ الَّذِي أَشْفَعُ لِأُمَّتِي فِيهِ.(۲)

’’یہ وہ مقام ہوگا جس پر میں اپنی اُمت کی شفاعت کروں گا۔‘‘

۸۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

يُجْمَعُ النَّاسُ فِي صَعِيدٍ وَّاحِدٍ، يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِي وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ، حُفَاةً عُرَاةً كَمَا خُلِقُوْا، سُكُوْتًا لَا تَتَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ. قَالَ: فَيُنَادِي:

---

(۱) ترمذي، السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة بني إسرائيل، ۵: ۳۰۸، رقم: ۳۱۴۸

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۴۱، رقم: ۱۰۸۵۱
۲۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۳: ۵۹

مُحَمَّدُ! فَيَقُولُ: لَبَّيکَ وَسَعْدَيکَ، وَالْخَيرُ فِي يَدَيکَ، وَالشَّرُّ لَيسَ إِلَيکَ، الْمَهْدِيُّ مَنْ هَدَيتَ، وَعَبْدُکَ بَيْنَ يَدَيکَ، وَلَکَ وَإِلَيکَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجیٰ مِنْکَ إِلَّا إِلَيکَ، تَبَارَکْتَ وَتَعَالَيتَ، سُبْحَانَ رَبِّ الْبَيْتِ. فَذٰلِکَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِي قَالَ اللهُ: ﴿عَسٰی أَنْ يَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾.(۱)

’’اللہ تعالیٰ روزِ آخرت لوگوں کو ایک ہموار میدان میں اکٹھا فرمائے گا، جہاں پکارنے والے کی آواز سب سنیں گے اور سب نظر آتے ہوں گے، لوگ اسی طرح عریاں ہوں گے جس طرح پیدا ہوئے تھے اور سب خاموش ہوں گے اِذنِ الٰہی کے بغیر کسی کو بولنے کی جرات نہیں ہوگی۔ (اللہ رب العزت) آواز دے گا: محمد (ﷺ)! آپ ﷺ فرمائیں گے: اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور تیری اطاعت کے لئے مستعد ہوں، ساری بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، اور کسی شر کو تیرے آگے کوئی چارہ نہیں، جس کو تُو ہدایت سے نوازے وہی ہدایت یافتہ ہے، تیرا بندہ تیری بارگاہ میں حاضر ہے، میں تیرے ہی لئے ہوں اور میری دوڑ تیری ہی جانب ہے، تیری بارگاہ کے سوا کوئی پناہ گاہ اور جائے نجات نہیں۔ تیری ذاتِ بابرکات بلند اور پاک ہے، اے بیت اللہ کے رب۔ یہی مقامِ محمود ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر آیا ہے: ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾‘‘

(۱) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۲: ۳۹۵، رقم: ۳۳۸۴

۲۔ نسائی، السنن الكبرى، ۶: ۳۸۱، رقم: ۱۱۲۹۵

۳۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۱۳۹، رقم: ۳۴۸۰۰

۴۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۲: ۳۶، رقم: ۱۰۶۲

۵۔ طيالسی، المسند، ۱: ۵۵، رقم: ۴۱۴

۹۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تُمَدُّ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَدًّا لِعَظَمَةِ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ لِبَشَرٍ مِنْ بَنِي آدَمَ إِلَّا مَوْضِعُ قَدَمَيْهِ، ثُمَّ أُدْعَى أَوَّلَ النَّاسِ، فَأَخِرُّ سَاجِدًا ثُمَّ يُؤْذَنُ لِي فَأَقُوْمُ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أَخْبَرَنِي هٰذَا لِجِبْرِيْلَ وَهُوَ عَنْ يَمِيْنِ الرَّحْمٰنِ. وَاللهِ! مَا رَآهُ جِبْرِيْلُ قَبْلَهَا قَطُّ، إِنَّکَ أَرْسَلْتَهُ إِلَيَّ؟ قَالَ: وَجِبْرِيْلُ سَاكِتٌ لَا يَتَكَلَّمُ حَتَّى يَقُوْلَ اللهُ: صَدَقَ. ثُمَّ يُؤْذَنُ لِي فِي الشَّفَاعَةِ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! عِبَادُکَ عَبَدُوْکَ فِي أَطْرَافِ الْأَرْضِ فَذَالِکَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ.(۱)

’’قیامت کے روز سطحِ زمین کو عظمتِ رحمٰن کے سبب اتنا کم کر دیا جائے گا کہ کسی بھی بشر کے لئے فقط اپنا پاؤں رکھنے کے لئے جگہ ہو گی۔ پھر سب انسانوں سے پہلے مجھے بلایا جائے گا تو میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پھر مجھے اذنِ کلام دیا جائے گا تو میں کھڑا ہو کر عرض کروں گا: اے میرے رب! یہ ہے وہ جبرئیل جس نے مجھے خبر دی، اور وہ اللہ کے دائیں طرف ہوں گے، اللہ کی قسم! میں نے جبریل کو ایسی حالت میں پہلے کبھی نہیں دیکھا، تُو نے اس کو میری طرف بھیجا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل خاموش کھڑے ہوں گے، کچھ کلام نہیں کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اس نے سچ کہا، پھر مجھے اذنِ شفاعت دیا جائے گا تو میں عرض کروں گا: اے میرے رب! تیرے بندے زمین میں ہر جگہ تیری عبادت کرتے تھے یہی وہ مقام (جہاں کھڑا ہوکر میں

(۱) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۴: ۶۱۴، رقم: ۸۷۰۱
۲۔ حارث، المسند، ۲: ۱۰۰۸، رقم: ۱۱۳۱
۳۔ ابن المبارك، الزهد، ۱: ۱۱۱، رقم: ۳۷۵
۴۔ أبو نعيم، حلية الأولياء، ۳: ۱۴۵

شفاعت کروں گا) مقامِ محمود ہوگا۔‘‘

۱۰۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضي الله عنهما نے حدیثِ شفاعت کو روایت کرتے ہوئے یہ الفاظ بیان فرمائے:

إِنَّ الشَّمْسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَدْنُو حَتَّى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْأُذُنِ فَبَيْنَا هُمْ كَذَلِكَ اسْتَغَاثُوا بِآدَمَ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذَلِكَ ثُمَّ مُوْسَى فَيَقُوْلُ كَذَلِكَ ثُمَّ مُحَمَّدٌ ﷺ فَيَشْفَعُ فَيُقْضَى بَيْنَ الْخَلْقِ فَيَمْشِي حَتَّى يَأْخُذَ بِحَلْقَةِ الْجَنَّةِ فَيَوْمَئِذٍ يَبْعَثُهُ اللهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا يَحْمَدُهُ أَهْلُ الْجَمْعِ كُلُّهُمْ.(۱)

’’روزِ قیامت سورج لوگوں کے اِس قدر قریب ہوگا کہ (اس کی تپش کی وجہ سے) لوگوں کا پسینہ اُن کے کانوں تک پہنچ چکا ہوگا۔ اس حال میں وہ حضرت آدم علیہ السلام سے (اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کے لئے) مدد طلب کریں گے لیکن وہ فرمائیں گے: آج میں اس کا مالک نہیں۔ پھر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے۔ پھر لوگ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ پس لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ چلیں گے اور بڑھ کر جنت کے دروازے کو پکڑ لیں گے۔ اس روز اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا۔ اس روز تمام اہلِ محشر آپ ﷺ کی تعریف بیان کریں گے۔‘‘

۱۱۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

فَيَجِيْئُ حَتَّى يَقُوْمَ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ، فَيَسْجُدُ. فَيُنَادِي: إِرْفَعْ رَأْسَكَ،

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۸: ۳۱۱، رقم: ۸۷۲۵

۲۔ ديلمي، مسند الفردوس، ۲: ۳۷۷، رقم: ۳۶۷۷

سَلْ تُعْطَهُ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَذٰلِکَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ.(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ ریز ہو جائیں گے۔ وہ فرمائے گا: اپنا سر اُٹھائیے، سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، پس یہی مقامِ محمود ہے۔‘‘

(۲) حضور نبی اکرم ﷺ کا عرش پر تشریف فرما ہونا

مقامِ محمود کی تفسیر کے ذیل میں کثیر ائمہ نے بیان کیا ہے کہ روزِ قیامت اللہ رب العزت، حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر اپنے ساتھ خصوصی نشست پر بٹھائے گا اور حضور نبی اکرم ﷺ روزِ قیامت مہمانِ خصوصی ہوں گے۔ آپ ﷺ کا یہ مقام و مرتبہ مقامِ محمود ہو گا:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضي الله عنهما نے آیت مذکورہ کے ذیل میں حضور نبی اکرم ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ مقامِ محمود سے مراد آپ ﷺ کو خصوصی نشست پر بٹھایا جانا ہے۔

۱۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قَالَ: یُجْلِسُنِي مَعَهُ عَلَی السَّرِیْرِ.(۲)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضي الله عنهما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الکبیر، ۶: ۲۴۷، رقم: ۶۱۱۷
۲۔ ابن أبي شیبة، المصنف، ۶: ۳۰۸، رقم: ۳۱۶۷۵
۳۔ ابن أبی عاصم، السنة، ۲: ۳۸۳، رقم: ۸۱۳
۴۔ منذري، الترغیب والترھیب، ۴: ۲۳۵، رقم: ۵۵۰۲

(۲) ۱۔ دیلمي، مسند الفردوس، ۳: ۵۸، رقم: ۴۱۵۹
۲۔ سیوطي، الدر المنثور، ۵: ۲۸۷

یہ آیت تلاوت فرمائی: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ رب العزت مجھے اپنے ساتھ پلنگ (خصوصی نشست) پر بٹھائے گا۔‘‘

۲۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: ﴿عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ قَالَ: يُجْلِسُهُ عَلَى السَّرِيْرِ. (۱)

’’حضرت عبد اللہ بن عمر رضي اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو خصوصی نشست پر بٹھائے گا۔‘‘

امام المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت مذکورہ کی تفسیر میں تین اقوال مروی ہے:

(۱) عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ فِي قَوْلِ اللهِ ﷻ: ﴿عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ قَالَ: يُجْلِسُهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ جِبْرِيْلَ عليه السلام، وَيَشْفَعُ لِأُمَّتِهِ. فَذٰلِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ. (۲)

’’حضرت عبد اللہ بن عباس رضي اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے اور حضرت جبریل علیہ السلام کے درمیان بٹھائے گا اور آپ ﷺ اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہی حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ محمود ہو گا۔‘‘

(۱) سيوطي، الدر المنثور، ۵: ۲۸۶

(۲) ۱۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۲: ۶۱، رقم: ۱۲۴۷۴

۲۔ سيوطي، الدر المنثور، ۵: ۲۸۷

(۲) امام ابن جوزیؒ (۵۹۷ھ) مقامِ محمود کے ذیل میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کرتے ہیں

يُقْعِدُهُ ﷺ عَلَى الْعَرْشِ. (۱)

''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔''

امام ابن جوزیؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ بالا قول کے ذیل میں لکھتے ہیں:

''محمود کا کیا معنی ہے؟ اگر یہ کہا جائے کہ محمود کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا تو (محمود) وہ مقام ہے (جس پر فائز فرما کر) اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی تمام مخلوق پر رفعت (کے اظہار) کے لئے آپ ﷺ کی تعریف فرمائے گا۔'' (۲)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اِسی فرمانِ خداوندی کی تفسیر میں منقول ہے:

إِنَّ لِمُحَمَّدٍ مِنْ رَبِّهِ مُقَامًا لَا يَقُوْمُهُ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَلَا مَلَكٌ مُقَرَّبٌ، يُبَيِّنُ اللهُ عزوجل لِلْخَلَائِقِ فَضْلَهُ عَلَى جَمِيْعِ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ. (۳)

''اللہ تعالیٰ کے پاس حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے ایک ایسا مقام ہے کہ جس پر نہ کوئی نبی مرسل فائز ہو سکتا ہے اور نہ کوئی مقرب فرشتہ، اس مقام پر فائز فرما کر اللہ تعالیٰ جمیع اولین و آخرین مخلوقات پر حضور ﷺ کی فضیلت کو ظاہر فرمائے گا۔''

---

(۱) ابن جوزي، الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ: ۱ ۸۴۱
(۲) ابن جوزي، الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ: ۱ ۸۴۱
(۳) ابن جوزي، الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ: ۱ ۸۴۱

❁ حضور نبی اکرم ﷺ کی مسند، عرش پر کرسیِ رحمٰن کے دائیں جانب رکھی جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

فَيُلْقَى لَهُ كُرْسِيٌّ عَنْ يَمِيْنِ اللهِ ﷻ.(1)

’’پس اللہ ﷻ کے دائیں جانب حضور ﷺ کی کرسی رکھی جائے گی۔‘‘

❁ قاضی عیاضؒ نے اپنی کتاب ’’الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ (ص: ۱۷۶)‘‘ میں مقامِ محمود کے دس معانی و اطلاقات بیان کیے ہیں۔ اُن میں ایک معنی روزِ قیامت اللہ رب العزت کا حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر اپنے ساتھ خصوصی نشست پر بٹھانا ہے۔ دلیل کے طور پر وہ حضرت عبد اللہ بن عباس کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

يُجْلِسُهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ جِبْرِيْلَ عليه السلام، وَيَشْفَعُ لِأُمَّتِهِ. فَذٰلِكَ الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ.

’’اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے اور حضرت جبریل علیہ السلام کے درمیان بٹھائے گا اور آپ ﷺ اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہی حضور نبی اکرم ﷺ کا مقامِ محمود ہوگا۔‘‘

❁ امام طبریؒ بیان کرتے ہیں کہ مقامِ محمود سے مراد اللہ تعالیٰ کا حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھانا ہے۔ دلیل کے طور پر وہ حضرت مجاہدؒ کا یہ قول روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ: ﴿عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾

(۱) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۴: ۶۲۲، رقم: ۸۶۹۸
۲۔ ابن أبي عاصم، السنه، ۲: ۳۶۵، ۳۶۶، رقم: ۷۸۶
۳۔ عبداللہ بن مبارك نے ”كتاب الزهد (۱: ۱۱۹، رقم: ۳۹۸)“ ميں يه روايت بيان كی ہے اور فَيُلْقَى كی بجائے فَيُوْضَعُ كا لفظ لكھا ہے۔

قَالَ: يُجلِسُهُ مَعَهُ عَلَى عَرشِهِ.(۱)

’’حضرت مجاہدؒ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں: اللہ رب العزت آپ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔‘‘

ایک اور مقام پر حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

إنّ محمّدا يوم القيامة على كرسيّ الربّ بين يدي الرّبّ تبارك وتعالىٰ.(۲)

’’بے شک حضرت محمد ﷺ روزِ قیامت اللہ رب العزت کے بالکل سامنے، باری تعالیٰ کی رکھوائی گئی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے۔‘‘

❁ امام بغویؒ فرماتے ہیں:

عن مجاهد في قوله تعالى: ﴿عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾، قال: يجلسه على العرش. وعن عبد الله بن سلام رضي الله عنه قال: يقعده على الكرسي.(۳)

’’حضرت مجاہد التابعی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) کے متعلق بیان کیا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو

(۱) طبري، جامع البيان في تفسير القرآن، ۸: ۹۸ (الجزء: ۱۵)
(۲) ۱۔ طبري، جامع البيان في تفسير القرآن، ۸: ۱۴۸ (الجزء: ۱۵)
۲۔ عسقلاني، فتح الباري بشرح صحيح البخاري، ۱۱: ۴۸۰
۳۔ عيني، عمدة القاري في شرح صحيح البخاري، ۲۳: ۱۲۳
(۳) بغوي، معالم التنزيل، ۳: ۱۳۲

خصوصی کرسی پر بٹھائے گا۔‘‘

❁ امام ابنِ جوزیؒ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں:

والثاني: يجلسه على العرش يوم القيامة. روى أبو وائل عن عبدالله رضی اللہ عنہ أنه قرأ هذه الآية وقال: يقعده على العرش. وكذلك روى الضحاك عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، وليث عن مجاهد.(۱)

’’مقامِ محمود کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ قیامت عرش پر بٹھائے گا۔ حضرت ابو وائلؒ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضي الله عنهما سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ یہی الفاظ حضرت ضحاکؒ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضي الله عنهما سے اور حضرت لیثؒ نے حضرت مجاہد التابعیؒ سے روایت کیے ہیں۔‘‘

❁ امام قرطبیؒ نے مقامِ محمود کے بارے میں ’’تیسرا قول‘‘ درج کرتے ہوئے فرمایا:

ما حكاه الطبري عن فرقة، منها مجاهد، أنها قالت: المقام المحمود هو أن يُجلس الله تعالٰى محمدا ﷺ معه على كرسيّه، وروت في ذلك حديثاً. وعَضَد الطبريّ جواز ذلك بشططٍ من القول. وذكر النقاش عن أبي داود السجسْتَانيّ أنه قال: من أنكر هذا الحديث فهو عندنا مُتَّهَمٌ، ما زال أهل العلم يتحدّثون بهذا، من أنكر جوازه على تأويله. قال أبوعمر ومجاهد: وإن كان أحد الأئمة يتأوّل القرآن فإن له قولين مهجورين عند أهل العلم:

(۱) ابن الجوزي، زاد المسير فی علم التفسير، ۵: ۷۶

أحدهما هذا والثاني في تأويل قوله تعالى: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌo إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌo﴾(۱) قال: تنتظر الثواب، ليس من النظر.

قلت: ذكر هذا في باب ابن شهاب في حديث التنزيل، وروي عن مجاهد أيضاً في هذه الآية قال: يُجلسه على العرش. وهذا تأويل غير مستحيل، لأن الله تعالى كان قبل خلقه الأشياء كلَّها والعرشَ قائماً بذاته، ثم خلق الأشياء من غير حاجة إليها، بل إظهاراً لقدرته وحكمته، وليُعرف وجوده وتوحيده وكمال قدرته وعلمه بكل أفعاله المحكمة، وخلق لنفسه عرشاً استوى عليه كما شاء من غير أن صار له مماساً، أو كان العرش له مكاناً. قيل: هو الآن على الصفة التي كان عليها من أن يخلق المكان والزمان، فعلى هذا القول سواء في الجواز أقعد محمدا ﷺ على العرش أو على الأرض، لأن استواء الله تعالى على العرش ليس بمعنى الانتقال والزوال وتحويل الأحوال من القيام والقعود والحال التي تشغل العرش، بل هو مستو على عرشه كما أخبر عن نفسه بلا كيفٍ. وليس إقعاده محمداً ﷺ على العرش موجباً له صفة الربوبية أو مُخرجاً له عن صفة العبودية، بل هو رفع لمحله وتشريف له على خلقه. وأما قوله في الإخبار: ''معه‘‘ فهو بمنزلة قوله: ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّکَ﴾(۲)، ﴿رَبِّ ابْنِ

(۱) القيامة، ۷۵: ۲۲، ۲۳

(۲) الأعراف، ۷: ۲۰۶

لِي عِنْدَکَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ﴾[۱]، ﴿وَإِنَّ اللهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾[۲] ونحو ذلک.

کل ذلک عائد إلی الرتبة والمنزلة والحُظوة والدرجة الرفيعة، لا إلی المکان.[۳]

’’طبری نے ایک فرقہ کا موقف درج کیا ہے جن میں امام مجاہد بھی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ’’مقامِ محمود سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنے ساتھ اپنی مخصوص کرسی پر بٹھائے گا۔‘‘ اس بارے میں احادیث روایت کی گئی ہیں۔ طبری نے متعدد اقوال سے اس کا جواز ثابت کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ نقاش نے امام ابو داود سجستانیؒ صاحب السنن سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ’’جو اِس حدیث یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کا انکار کرے وہ ہمارے نزدیک تہمت زدہ ہے۔‘‘ اہلِ علم آج تک اس کو روایت کرتے آ رہے ہیں۔ جس نے اس کا تاویل کی بناء پر انکار کیا تو ان کے بارے میں ابو عمر اور مجاہد فرماتے ہیں: اگر کوئی امام قرآنِ مجید کی آیات کی تاویل کرے تو اہلِ علم کے ہاں دو آیات کے بارے میں قول متروک ہیں: ایک تو اس آیت مقامِ محمود کے بارے میں دوسرا اللہ تعالیٰ کے اس فرمان - ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌo اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌo﴾ - کی تاویل میں کہتے ہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اَجر و ثواب کا انتظار کریں گے نہ کہ اُس کی نظر کا۔

’’میں کہتا ہوں: یہ تمام تاویلات ابنِ شہاب سے حدیثِ تنزیل کی بحث میں ذکر کی گئی ہیں اور حضرت مجاہدؒ سے اس آیت کے تحت یہ قول ذکر کیا گیا ہے

(۱) التحريم، ۶۶: ۱۱

(۲) العنکبوت، ۲۸: ۶۹

(۳) قرطبي، الجامع لأحکام القرآن، ۱۰: ۳۱۱، ۳۱۲

کہ ''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔'' یہ تاویل ناممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عرش اور دیگر تمام اشیاء کی تخلیق سے بھی پہلے بذاتِ خود قائم تھا۔ پھر اُس نے تمام اشیاء کو پیدا کیا لیکن اس میں اس کی ذاتی کوئی حاجت شامل نہ تھی بلکہ یہ اپنی قدرت و حکمت کے اظہار کے لیے کیا تاکہ اس کے وجود، توحید اور کمالِ قدرت و علم کو اس کے تمام پُر حکمت افعال کے باعث پہچانا جا سکے۔ پھر اُس نے اپنے لیے عرش تخلیق کیا اور اُس پر متمکن ہوا جیسا اس نے چاہا بغیر اس کے کہ وہ عرش اُس کے ساتھ ہی خاص ہو جائے یا اُس کی جائے قرار بن جائے۔ کہا گیا ہے کہ وہ آج بھی اپنی انہی صفات کے ساتھ قائم ہے جن کے ساتھ وہ زمان و مکان کی تخلیق سے پہلے تھا۔ پس اس بناء پر یہ بات برابر ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھایا جائے یا فرش پر، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر استواء فرمانا وہ اس پر قیام و قعود، اس پر آنے جانے اور اُس سے نیچے اُترنے اور وہ تمام معاملات جو عرش سے متصل ہیں ان سے عبارت نہیں ہے، بلکہ اللہ رب العزت تو بغیر کسی کیفیت کے عرش پر حالتِ استواء میں ہے جیسا کہ اُس نے اپنے بارے میں خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھانا آپ ﷺ کے لیے صفتِ ربوبیت ثابت کرنے کے لیے نہیں ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کو صفتِ عبدیت سے نکالنے کے لیے ہے، بلکہ یہ آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ اور آپ ﷺ کی عزت و تکریم کو دیگر مخلوق سے بلند تر کرنے کے لیے ہے۔ رہا حضرت مجاہدؒ کا مَعَهُ فرمانا - کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ بٹھائے گا - تو وہ اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کے بمعنی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّکَ.(۱)

''بے شک جو (ملائکہ مقربین) تمہارے رب کے حضور میں ہیں۔''

---

(۱) الأعراف، ۷:۲۰۶

رَبِّ ابۡنِ لِیۡ عِنۡدَکَ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّةِ.[۱]

''اے میرے رب! تُو میرے لیے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا دے۔''

وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ○[۲]

''اور بیشک اللہ صاحبانِ احسان کو اپنی معیّت سے نوازتا ہے۔''

''اس طرح کی دیگر تمام آیات رتبہ، قدر و منزلت کی بلندی اور اعلیٰ درجات کی طرف اشارہ کرتی ہیں نہ کہ کسی مخصوص مقام کی طرف۔''

امام خازن بیان کرتے ہیں:

روی أبو وائل عن ابن مسعود رضی الله عنه أنّه قال: إنّ الله اتّخذ إبراهيم خليلًا وإنّ صاحبكم خليل الله وأكرم الخلق عليه. ثم قرأ: ﴿عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ قال: يقعده على العرش. وعن مجاهد مثله.

وعن عبد الله بن سلام رضی الله عنه قال: يقعد على الكرسي.[۳]

''حضرت ابو وائل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنایا ہے جب کہ تمہارے نبی ﷺ بھی اللہ کے دوست ہیں اور تمام مخلوق سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم ہیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی: (یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا) اور فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ

(۱) التحريم، ٦٦: ١١
(۲) العنكبوت، ٢٩: ٦٩
(۳) خازن، لباب التأويل في معاني التنزيل، ۳: ۱۴۲، ۱۴۳

کو عرش پر بٹھائے گا۔ حضرت مجاہد التابعی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔

''اور حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ کو خصوصی کرسی پر بٹھایا جائے گا۔''

❁ علامہ ابن تیمیہ نے بھی مقامِ محمود کا معنی، حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھانا بیان کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

إذا تبيّن هذا فقد حدّث العلماء المرضيون وأولياؤه المقبولون أنّ محمدا رسول الله ﷺ يجلسه ربّه على العرش معه.

روى ذلک محمد بن فضيل عن ليث عن مجاهد في تفسير ﴿عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ وذكر ذلک من وجوه أخرى مرفوعة وغير مرفوعة.(۱)

''جب یہ بات واضح ہوگئی تو معروف علماء اور اللہ تعالیٰ کے مقبول اولیاء نے بیان کیا ہے کہ رسولِ خدا حضرت محمد ﷺ کو اُن کا رب اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔

''اِس بات کو محمد بن فضیلؒ نے حضرت لیثؒ سے اور انہوں نے حضرت مجاہدؒ سے ﴿عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ کی تفسیر کے ذیل میں نقل کیا ہے اور اسے کئی دیگر مرفوع اور غیر مرفوع طرق سے بھی روایت کیا ہے۔''

❁ علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب ''اجتماع جیوش الإسلامية (ص: ۱۲۰)'' میں ﴿عَسٰٓی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ کی تفسیر میں امام طبریؒ کا قول نقل کیا ہے

(۱) ۱۔ ابن تيميه، مجموع الفتاویٰ، ۴: ۳۷۴

۲۔ ابن تيميه، الفتاویٰ الكبریٰ، ۶: ۴۰۵

کہ انہوں نے فرمایا:

يجلسه على العرش.

’’(مقامِ محمود سے مراد ہے کہ) اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔‘‘

یہ قول بیان کر کے علامہ ابن قیم نے اس پر کوئی بحث نہیں کی۔ لہٰذا اس کا مطلب یہی ہے کہ اُن کی ذاتی رائے بھی یہی ہے۔

امام قسطلانیؒ نے اپنی کتاب ’’المواهب اللدنية بالمنح المحمدية‘‘ میں مقامِ محمود پر تفصیلی بحث کی ہے۔ اِنہوں نے مقامِ محمود کے بارے میں چار اقوال نقل کیے ہیں اور چوتھے قول میں وہ فرماتے ہیں:

قيل هو إجلاسه ﷺ على العرش، وقيل على الكرسي، روي عن ابن مسعود أنّه قال: يقعد الله تعالىٰ محمدا ﷺ على العرش، وعن مجاهد أنّه قال: يجلسه معه على العرش.(1)

’’کہا گیا کہ اس سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کا عرش پر بٹھایا جانا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ اس مراد آپ ﷺ کا کرسی پر بٹھایا جانا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا گیا کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا جبکہ حضرت مجاہد التابعیؒ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔‘‘

یہ بیان کر کے امام قسطلانیؒ اپنی رائے دیتے ہیں کہ اس قول کا کسی جلیل القدر امام اور عالم نے انکار نہیں کیا سوائے ایک عالم علامہ واحدیؒ کے۔ لیکن انہوں نے جتنی بھی بحث کی اُس میں کہیں بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے کرسی پر بٹھائے جانے کا انکار نہیں کیا۔ انہوں نے ساری بحث میں اللہ تعالیٰ کے کرسی پر تشریف فرما ہونے کا انکار کیا ہے کہ کرسی

(1) قسطلانی، المواهب اللدنية بالمنح المحمدية، ۳: ۴۴۸-۴۵۰

پر بیٹھنا مخلوق کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کرسی پر بیٹھنے سے پاک ہے، اگر اللہ کے لئے کرسی پر بیٹھنا ثابت کیا جائے تو باری تعالیٰ کی مخلوق سے تشبیہ ہو جائے گی۔ انہوں نے لفظی اور کلامی بحث کی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے کرسی پر تشریف فرما ہونے کا انکار انہوں نے بھی نہیں کیا۔

امام قسطلانیؒ، علامہ واحدیؒ کا اعتراض نقل کر کے اس کا جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پر تشریف فرما ہونا عام کیفیت کی طرح نہیں ہو گا بلکہ وہ اپنی اس شان کے مطابق تشریف فرما ہو گا جسے ہم نہیں جانتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا عرش پر تشریف فرما ہونا آپ کے لئے صفتِ ربوبیت کو ثابت کرنے کے لئے یا آپ ﷺ کو صفتِ عبدیت سے خارج کرنے کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ آپ ﷺ کے مقام و مرتبہ اور آپ ﷺ کی عزّت و تکریم کو دیگر مخلوق سے بلند تر کرنے کے لئے ہے۔ رہا حضرت مجاہدؒ کا (معه) فرمانا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ بٹھائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کے بمعنی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّکَ.(۱)

''بیشک جو (ملائکہ مقربین) تمہارے رب کے حضور میں ہیں۔''

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَکَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.(۲)

''اے میرے رب! تو میرے لئے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا دے۔''

پس یہ تمام مثالیں رتبہ، منزلت اور درجات کی بلندی کی طرف اشارہ کرتی ہیں نہ کہ کسی خاص جگہ اور مقام کی طرف۔

❁ امام ابن حجر عسقلانیؒ (۷۷۳-۸۵۲ھ) ''فتح الباري بشرح صحيح

(۱) الأعراف، ۷: ۲۰۶

(۲) التحريم، ۶۶: ۱۱

البخاري'' میں آیت - ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ - کی شرح میں یہ روایت بیان کرتے ہیں:

روى ابن أبي حاتم من طريق سعيد بن أبي هلال أنّه بلغه أنّ المقام المحمود الّذي ذكره الله أنّ النّبيّ ﷺ يكون يوم القيامة بين الجبار وبين جبريل فيغبطه بمقامه ذلك أهل الجمع.[1]

''ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن ابو ہلال کے طریق سے روایت کیا ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ مقامِ محمود جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ اللہ رب العزت اور حضرت جبریل علیہ السلام کے درمیان (عرش پر) جلوہ افروز ہوں گے۔ آپ ﷺ کے اس مقام و مرتبہ کو دیکھ کر تمام مخلوق آپ ﷺ پر رشک کرے گی۔''

امام ابن حجر عسقلانیؒ مقامِ محمود کے بارے میں ایک قول یہ بھی نقل کرتے ہیں:

وقيل: جلوسه على العرش.

''اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ ﷺ کا عرش پر تشریف فرما ہونا مقامِ محمود ہے۔''

- امام ابو مظفر سمعانیؒ نے فرمایا:

عن مجاهد أنه قال: يجلسه على العرش، وعن غيره: يقعده على الكرسي بين يديه. وقال بعضهم: يقيمه عن يمين العرش.[2]

''حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش

(۱) عسقلاني، فتح الباري بشرح صحيح البخاري، ۸: ۴۶۵
(۲) سمعاني، تفسير القرآن، ۳: ۲۶۹

پر بٹھائے گا۔ کسی اور نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے سامنے خصوصی کرسی پر بٹھائے گا، اور بعض ائمہ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو عرش کے دائیں جانب کھڑا فرمائے گا۔''

❁ قاضی ابو محمد ابنِ عطیہ اندلسیؒ نے مقامِ محمود کے بارے میں فرمایا:

وحكى الطبري عن فرقة منها مجاهد، أنها قالت: المقام المحمود هو أن الله تعالىٰ يجلس محمدا ﷺ معه على عرشه، وروت في ذلك حديثاً. وعَضَد الطبريّ في جواز ذلك بشططٍ من القول. (۱)

''طبری نے ایک فرقہ کا موقف درج کیا ہے جن میں امام مجاہد بھی ہیں، وہ کہتے ہیں: ''مقامِ محمود سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنے ساتھ اپنے عرش پر بٹھائے گا۔'' اس بارے میں اس گروہ نے احادیث بھی روایت کی ہیں۔ نیز طبری نے متعدد اقوال سے اس کا جواز ثابت کیا ہے۔''

❁ قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اپنی تفسیر میں، تفسیرِ بغوی اور تفسیر خازن کی عبارات درج کی ہیں۔ (۲)

❁ علامہ شوکانیؒ مقامِ محمود کے بارے میں تیسرا قول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

القول الثالث: أن المقام المحمود هو أن الله تعالىٰ يجلس محمدا ﷺ معه على كرسيّه، حكاه ابن جرير عن فرقة منهم مجاهد، وقد ورد في ذلك حديث، وحكى النقاش عن أبي داود السجسْتَانيّ أنه قال: من أنكر هذا الحديث فهو عندنا مُتَّهَمٌ، ما

(۱) ابن عطية، المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز، ۳: ۴۷۹

(۲) قاضي ثناء الله پانی پتی، تفسير المظهري، ۴: ۲۷۲

زال أهل العلم يتحدّثون بهذا الحديث.[۱]

''مقامِ محمود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ساتھ اپنی کرسی پر بٹھائے گا۔'' اس قول کو ابنِ جریر طبریؒ نے مفسرین کے ایک گروہ سے روایت کیا ہے جن میں حضرت مجاہد التابعیؒ بھی شامل ہیں۔ اس باب میں حدیث بھی وارد ہوئی ہے۔ نقاش نے حضرت ابو داودؒ کا قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: ''جس نے اس حدیث کا انکار کیا وہ ہمارے نزدیک تہمت زدہ ہے۔ اہلِ علم کثرت سے اس حدیث کو روایت کرتے آئے ہیں۔''

* امام آلوسیؒ بیان کرتے ہیں:

عن مجاهد أنّه قال: المقام المحمود أن يجلسه معه على عرشه.[۲]

''حضرت مجاہدؒ نے فرمایا: مقامِ محمود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ اپنے عرش پر بٹھائے گا۔''

* علامہ جمال الدین قاسمی نے اپنی تفسیر ''محاسن التأویل (۶: ۴۹۱-۴۹۵)'' میں اللہ تعالیٰ کے فرمان - ﴿یقیناً آپ کا رب آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا﴾ - پر تفصیلی بحث کی ہے۔ ہم ان کی تفسیر سے اس بحث کو مِن وعَن درج کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا:

قال ابن جرير: ذهب آخرون إلى أن ذلك المقام المحمود، الذي وعد الله نبيه ﷺ أن يبعثه إياه، هو أن يجلسه معه على عرشه، رواه ليث عن مجاهد، وقد شنّع الواحديّ على القائل به،

(۱) شوكاني، فتح القدير، ۳: ۲۵۲
(۲) آلوسي، روح المعاني، ۱۵: ۱۴۲

مع أنه رواه عن ابن مسعود رضی الله عنه أيضاً وعبارته –على ما نقلها الرازيّ– وهذا قول رذل موحش فظيع، ونص الكتاب ينادي بفساد هذا التفسير ويدلّ عليه وجوه:

الأوّل: أن البعث ضد الإجلاس، يقال: بعثت النازل والقاعد فانبعث، ويقال: بعث الله الميت، أي أقامه من قبره، فتفسير البعث بالإجلاس تفسير للضد بالضد وهو فاسد.

الثاني: أنه تعالى قال: ﴿مقاماً محموداً﴾ ولم يقل مقعداً، والمقام موضع القيام لا موضع القعود.

الثالث: لو كان تعالى جالساً على العرش، بحيث يجلس عنده محمد ﷺ، لكان محدوداً متناهياً، ومن كان كذلک فهو محدث.

الرابع: يقال: إن جلوسه مع الله على العرش ليس فيه كثير إعزاز، لأن هؤلاء الجهال والحمقى يقولون ''في كل أهل الجنة'': إنهم يزورون الله تعالى وإنهم يجلسون معه وإنه تعالى يسألهم عن أحوالهم التي كانوا عليها في الدنيا، وإذا كانت هذه الحالة حاصلة عندهم لكل المؤمنين، لم يكن لتخصيص محمد ﷺ بها مزيد شرف ورتبة.

الخامس: أنه إذا قيل: السلطان بعث فلاناً، فهم منه أنه أرسله إلى قوم لإصلاح مهماتهم، ولا يفهم منه أنه أجلسه مع نفسه، فثبت أن هذا القول كلام رذل سقط، لا يميل إليه إلا إنسان قليل

العقل عديم الدين. انتهى كلام الواحديّ.

''ابنِ جریر نے کہا ہے: بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ جس مقامِ محمود کا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں اس پر فائز فرمائے گا، وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔ اس قول کو حضرت لیثؒ نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا ہے۔ واحدی نے اس کے کہنے والے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا ہے، اس نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اس روایت کو درج کیا ہے اس کی عبارت کو امام رازی نے نقل کیا ہے۔ (واحدی کہتے ہیں) یہ قول گھٹیا، متروک اور قبیح ہے، نصِ کتاب اس تفسیر کے فساد کا اعلان کرتی ہے اور یہ کئی وجوہات کی وجہ سے ہیں:

پہلا اعتراض: بعث (کھڑا ہونا) یہ اجلاس (بٹھانے) کی ضد ہے۔ جیسے کہتے ہیں: بعثت النازل و القاعد فانبعث ''میں نے آنے والے اور بیٹھنے والے کو کھڑا کیا تو وہ کھڑا ہو گیا''۔ اسی طرح کہتے ہیں: بعث اللہ المیت ''اللہ نے میت کو قبر سے کھڑا کیا''۔ لہٰذا بعث کی اجلاس کے ساتھ تفسیر کرنا یہ ضد کی ضد کے ساتھ تفسیر ہے جو فاسد ہے۔

دوسرا اعتراض: اللہ تعالیٰ نے مقاماً محموداً فرمایا ہے نہ کہ مقعداً (اگر بٹھانا مقصود تھا تو مقعداً محموداً فرمایا جاتا)۔ مقام کھڑے ہونے کی جگہ کو کہتے ہیں نہ کہ بیٹھنے کی جگہ کو۔

تیسرا اعتراض: اگر اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہوا ہو اور حضرت محمد ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیٹھے ہوں تو اللہ تعالیٰ محدود اور متناہی ہو جائے گا اور جو ایسا ہوگا وہ حادث ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ حادث نہیں قدیم ہے)۔

چوتھا اعتراض: کہا جاتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ

عرش پر تشریف فرما ہونے میں کثرتِ اعزاز نہیں ہے کیونکہ یہی جاہل بیوقوف ''تمام اہلِ جنت'' کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کریں گے اور اس کے ہمراہ بیٹھیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے ان کے دنیا میں گزرے ہوئے احوال پوچھے گا۔ جب ان کے نزدیک یہ حال تمام مسلمانوں کو حاصل ہے تو حضرت محمد ﷺ کے لئے اس کی تخصیص کرنا اس میں کوئی زیادہ شرف اور رتبہ نہیں۔

پانچواں اعتراض: جب یہ کہا جائے کہ بادشاہ نے فلاں شخص کو مبعوث (تقرر) کیا ہے تو اس سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بادشاہ نے اسے کسی قوم کے مسائل حل کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ بادشاہ نے اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا ہے تو ثابت ہوا کہ یہ قول گھٹیا اور ساقط الاعتبار ہے۔ اس کی طرف وہی انسان مائل ہوسکتا ہے جو کم عقل اور بے دین ہو۔ **واحدی کے اعتراضات ختم ہوئے۔''**

وليته اطلع على ما كتبه ابن جرير حتى يمسك من جماح يراعه ويبصر الأدب مع السلف مع المخارج العلمية لهم، وهاک ما قاله ابن جرير رحمه الله – بعد ما نقل عن مجاهد قوله المتقدم–:

وأولى القولين بالصواب، ما صح به الخبر عن رسول الله ﷺ أنه مقام الشفاعة – ثم قال – وهذا وإن كان هو الصحيح في القول، في تأويل المقام المحمود، لما ذكرنا من الرواية عن رسول الله ﷺ وأصحابه والتابعين، فإن ما قاله مجاهد من أن الله يقعد محمداً ﷺ على عرشه، قول غير مدفوع صحته، لا من جهة خبر ولا نظر، وذلک لأنه لا خبر عن رسول

الله ﷺ، ولا عن أحد من أصحابه، ولا عن التابعين، بإحالة ذلک، فأما من جهة النظر فإن جميع من ينتحل الإسلام إنما اختلفوا في معنی ذلک علی أوجه ثلاثة:

''کاش واحدی کو پتہ ہوتا کہ ابنِ جریر نے کیا لکھا ہے تاکہ اس قسم کے خطرناک تبصرہ سے باز آتا اور بزرگانِ سلف کے علمی مرتبہ اور مقام کو ملحوظ رکھ کر ادب کا راستہ اختیار کرتا۔ یہاں امام ابنِ جریر نے حضرت مجاہدؒ کا قولِ مذکور نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے:

''دونوں باتوں میں صحیح تر وہی بات ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی صحیح خبر وارد ہوئی ہے کہ اس سے مراد مقامِ شفاعت ہے۔ پھر فرمایا: مقامِ محمود کا معنی متعین کرنے میں یہ قول اگرچہ صحیح ہے کیونکہ ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ سے، آپ کے صحابہ سے اور تابعین سے روایتیں نقل کر دی ہیں، پھر بھی جو مجاہد نے کہا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنے عرش پر بٹھائے گا''۔ یہ بھی کوئی غلط بات نہیں، نہ خبر کی رو سے نہ نظر کی رو سے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ اور کسی صحابی و تابعی سے اس کا محال اور ناممکن ہونا مروی نہیں ہے۔ جہتِ فکر و نظر سے دیکھا جائے تو تمام اہلِ اسلام نے اس کی توجیح اور تفسیر میں تین وجوہات کی بناء پر اختلاف کیا ہے:

فقالت فرقة منهم: الله ﷻ بائن من خلقه، کان قبل خلقه الأشياء، ثم خلق الأشياء فلم يماسّها، وهو کما لم يزل، غير أن الأشياء التي خلقها، إذا لم يکن هو لها مماسًّا، وجب أن يکون لها مباينًا، إذ لا فعّال للأشياء إلا وهو مماس للأجسام أو مباين لها، قالوا: فإذ کان ذلک کذلک، وکان الله ﷻ فاعل الأشياء، ولم يجز

في قولهم أنه يوصف بأنه مماس للأشياء، وجب بزعمهم أنه لها مباين —فعلى مذهب هؤلاء سواء أقعد محمداً ﷺ على عرشه أو على الأرض،— إذا كان من قولهم إن بينونته من عرشه وبينونته من أرضه بمعنى واحد في أنه بائن منهما كليهما غير مماس لواحد منهما.

’’**ان میں سے ایک جماعت نے کہا:** اللہ رب العزت اپنی مخلوق سے جدا اور ممتاز ہے جیسے اشیاء کو تخلیق کرنے سے پہلے تھا۔ پھر اس نے اشیاء پیدا کیں اور وہ اُن سے مَس نہیں کرتا، یہ صورت ہمیشہ سے ہے۔ جب وہ اشیاء کو پیدا کر کے انہیں چھوتا نہیں تو لازم ہے کہ وہ ان سے الگ تھلگ ہو کیونکہ جو اشیاء کو بناتا ہے یا تو ان سے مَس کرے گا یا الگ تھلک ہوگا۔ ان علماء نے کہا: پس وہ جس طرح تھا اسی طرح ہے حالانکہ اللہ رب العزت تمام چیزوں کا بنانے والا ہے، ان علماء کے قول کے مطابق یہ کہنا صحیح نہیں کہ یوں کہا جائے: اللہ تعالیٰ اشیاء کو مس کرتا ہے۔ اُن کے نزدیک لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق سے الگ تھلگ ہو۔ لہٰذا ان لوگوں کے مذہب کے مطابق برابر ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنے عرش پر بٹھائے یا زمین پر کیونکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ اس کا عرش سے الگ ہونا اور زمین سے الگ ہونا دونوں کا مطلب ایک ہی ہے چنانچہ وہ ان دونوں سے الگ تھلگ ہے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی مَس نہیں کرتا۔‘‘

<u>وقالت فرقة أخرى:</u> كان الله تعالى ذكره قبل خلقه الأشياء، لا شيء يماسه ولا شيء يباينه، ثم خلق الأشياء فأقامها بقدرته وهو كما لم يزل قبل خلقه الأشياء لا شيء يماسه ولا شيء يباينه،

فعلی قول هؤلاء أیضاً سواء أقعد محمداً ﷺ علی عرشه أو علی أرضه –إذ کان سواء علی قولهم عرشه وأرضه في أنه لا مماس ولا مباین لهذا، کما أنه لا مماس ولا مباین لهذه.

’’**علماء کی دوسری جماعت کا کہنا ہے:** اللہ تبارک وتعالیٰ کے مخلوق کو پیدا کرنے سے قبل ہی کوئی شے نہ تو اللہ کو مس کرتی تھی اور نہ جدا تھی، پھر اس نے مخلوق کو پیدا کرکے اپنی قدرت سے انہیں قائم کیا اور اللہ کی شان ویسی ہی ہے جیسے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے تھی کہ نہ کوئی چیز اسے مس کرتی ہے اور نہ کوئی شے اس سے جدا ہے۔ ان لوگوں کے قول کے مطابق بھی برابر ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنے عرش پر بٹھائے یا زمین پر کیونکہ وہ نہ اس (عرش) سے مس کرتا ہے اور نہ جدا ہے جس طرح کہ وہ نہ اس (زمین) سے مس کرتا ہے اور نہ جدا ہے۔‘‘

وقالت فرقة أخری: کان الله عز ذکره قبل خلقه الأشیاء لا شيء یماسه ولا شيء یباینه، ثم أحدث الأشیاء وخلقها، فخلق لنفسه عرشاً استوی علیه جالساً وصار له مماسًّا، کما أنه قد کان قبل خلقه الأشیاءَ لا شيء یرزقه رزقاً ولا شيء یحرمه ذلک، ثم خلق الأشیاء فرزق هذا وحرم هذا وأعطی هذا ومنع هذا، قالوا: فکذلک کان قبل خلقه الأشیاء، لا شيء یماسه ولا یباینه، وخلق الأشیاء فماسّ العرش بجلوسه علیه دون سائر خلقه، فهو مماسّ ما شاءَ من خلقه ومباین ما شاء منه، فعلی مذهب هؤلاء أیضاً سواءٌ أقعد محمداً ﷺ علی عرشه أو أقعده علی منبر من نور، إذ کان من قولهم: أن جلوس الرب علی عرشه لیس بجلوس یشغل

جميع العرش، ولا في إقعاد محمد ﷺ موجباً له صفة الربوبية، ولا مخرجه من صفة العبودية لربه، كما أن مباينة محمد ﷺ ما كان مبايناً له من الأشياء غير موجبة له صفة الربوبية ولا مخرجته من صفة العبودية لربه من أجل أنه موصوف بأنه مباين له، كما أن الله ﷻ موصوف – على قول قائل هذه المقالة– بأنه مباين لها، هو مباين له، قالوا: فإذا كان معنى ''مباين ومباين'' لا يوجب لمحمد ﷺ الخروج من صفة العبودية، والدخول في معنى الربوبية، فكذلک لا يوجب له ذلک قعوده على عرش الرحمن.

''**تیسری جماعت کا کہنا ہے:** اللہ تعالیٰ مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے اس حال میں تھا کہ نہ کوئی شے اسے مس کرتی تھی اور نہ اس سے جدا تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور اپنی ذات کے لئے عرش بنا کر اس کے اوپر بیٹھ گیا تو وہ اس سے مس ہو گیا جیسے اشیاء کو پیدا کرنے سے قبل نہ وہ کسی چیز کو رزق دیتا تھا اور نہ کسی چیز کو اس رزق سے محروم کرتا تھا پھر اس نے اشیاء کو پیدا کر کے کسی کو رزق دیا اور کسی کو اس رزق سے محروم کر دیا، کسی کو عطا فرما دیا اور کسی سے اپنی عطا کو روک لیا (یعنی جسے جو چاہا دیا اور جسے جو چاہا نہ دیا)۔ اِن لوگوں کا کہنا ہے: یہی حال اشیاء کو پیدا کرنے سے پہلے تھا کہ نہ کوئی چیز اُس کو مس (Touch) کرتی تھی اور نہ کوئی اس سے الگ تھی (کیونکہ تھا ہی کچھ نہیں)، پھر اس نے اشیاء کو پیدا کیا اور عرش پر بیٹھ کر اس کو مس کیا اس کے علاوہ باقی مخلوق پر نہ بیٹھا (نہ کسی کو مس کیا)۔ لہٰذا وہ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے مس کرے اور جس سے چاہے الگ رہے۔ ان لوگوں کے مذہب کے مطابق بھی برابر ہے کہ ''اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے عرش پر بٹھائے یا نور کے

منبر پر بٹھائے۔'' ان کا کہنا ہے کہ رب کا اپنے عرش پر بیٹھنے سے تمام عرش استعمال نہیں ہوتا، حضرت محمد ﷺ کو اس پر بٹھانے سے نہ ان کے لئے صفتِ ربوبیت ثابت ہوتی ہے اور نہ ہی وہ اپنے رب کی عبودیت سے خارج ہوتے ہیں (یعنی حضور ﷺ کے عرش پر بیٹھنے سے نہ تو وہ رب ہوں گے اور نہ بندگی سے نکلیں گے، اللہ تعالیٰ اپنی جگہ خالق رہے گا اور حضور ﷺ اپنی جگہ مخلوق ہوں گے)۔ جیسے حضرت محمد ﷺ کا مخلوق سے (ارفع مرتبہ ہونے کی وجہ سے ان سے) الگ تھلگ ہونا ان کے لئے صفتِ ربوبیت کو ثابت نہیں کرتا اور نہ وہ صفتِ عبودیت سے باہر ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو بدرجہ اولیٰ آپ سے (الوہیت میں) جدا ہے جس طرح کے اللہ موصوف ہے۔ اس قائل کے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ مخلوق سے الگ تھلگ ہے، حضور ﷺ اللہ تعالیٰ سے الگ تھلگ ہیں۔ ان علماء کا کہنا ہے کہ جب دونوں معنی الگ الگ ہیں تو حضور ﷺ کے لئے یہ ثابت نہ ہوگا کہ صفتِ عبودیت سے باہر نکل کر ربوبیت میں داخل ہو جائیں اسی طرح حضور ﷺ کے عرشِ رحمٰن پر بیٹھنے سے بھی یہ خرابی پیدا نہیں ہوگی۔''

فقد تبيّن إذاً بما قلنا أنه غير محال في قول أحد ممن ينتحل الإسلام ما قاله مجاهد، من أن الله تبارك وتعالى يقعد محمداً ﷺ على عرشه، فإن قال قائل: فإنا لا ننكر إقعاد الله محمداً ﷺ على عرشه، وإنما ننكر إقعاده معه. ''حدثني'' عباس بن عبد العظيم قال: حدثنا يحيى بن كثير عن الجريري عن سيف السدوسيّ عن عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ قال: إن محمداً ﷺ يوم القيامة على كرسي الرب بين يدي الرب تبارك وتعالى.

''اس بحث سے یہ واضح ہوا کہ کسی مسلمان کی نظر میں مجاہد کا قول محال نہیں کہ

اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنے عرش پر بٹھائے گا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا بلکہ اس بات کا انکار ہے کہ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا۔ مجھ سے عباس بن عبدالعظیم نے حدیث بیان کی، ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، انہوں نے جریری سے، انہوں نے سیف السدوسی سے اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپؓ نے فرمایا: ''حضرت محمد ﷺ قیامت کے دن رب تعالیٰ کے حضور اللہ تعالیٰ کی کرسی پر بیٹھیں گے۔''

وإنما ينكر إقعاده إياه معه قيل: أفجائز عندك أن يُقعده عليه لا معه؟ فإن أجاز ذلك صار إلى الإقرار بأنه إما معه أو إلى أنه يقعده، والله للعرش مباين، أوْ لا مماسٌّ ومباين، وبأيّ ذلك قال، كان منه دخولاً في بعض ما كان ينكره، وإن قال: ذلك غير جائز منه، خروجاً من قول جميع الفرق التي حكينا قولهم، وذلك فراق لقول جميع من ينتحل الإسلام: إذ كان لا قول في ذلك إلا الأقوال الثلاثة التي حكيناها، وغير محال في قول منها ما قال مجاهد في ذلك. انتهى كلام ابن جرير(۱) **رحمه الله.**

''آپ ﷺ کا اللہ کے ساتھ بٹھائے جانے کا انکار کیا جاتا ہے۔ سوال ہے کہ کیا تمہارے نزدیک یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے عرش پر بٹھائے اور ساتھ نہ بٹھائے؟ اگر اس نے یہ جائز قرار دیا تو گویا اس نے اقرار کر لیا کیونکہ حضور ﷺ چاہے اللہ کے ساتھ ہوں یا اللہ آپ ﷺ کو (عرش پر) بٹھائے۔ (دو ہی باتیں ہیں) اللہ عرش سے الگ ہے یا نہ مس کرتا ہے نہ

(۱) طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱۵: ۱۴۷، ۱۴۸

الگ ہے، قائل کون سا قول کہے گا؟ وہ انکار کرنے کے باوجود اس کے بعض میں داخل ہو جائے گا۔ اگر ہمارے بیان کردہ جماعتوں کے اقوال کو رد کرتے ہوئے کہے کہ اللہ سے ایسا جائز نہیں ہے مطلقاً انکار کرے تو اس کا مذہب سب سے علیحدہ ہو گیا کیونکہ اِن تین اقوال کے علاوہ اور کوئی قول نہیں ہے، اور مجاہد کے قول میں کوئی استحالہ نہیں۔ ابنِ جریرؒ کی بات ختم ہوئی۔‘‘

وأقول: لک أن تجيب أيضاً عن إيرادات الواحديّ الخمسة التي أفسد بها قول مجاهد.

أما جواب إيراده الأول: فإن مجاهدا لم يفسر مادة البعث وحدها بالإجلاس، وإنما فسر بعثه المقام المحمود بما ذكر.

وعن الثاني: بأن المقام هو المنزلة والقدرة والرفعة، معروف ذلک في اللغة.

وعن الثالث: بدفع اللازم المذكور، لأنه كما اتفق على أن له ذاتاً لا تماثلها الذوات، فكذلک كل ما يوصف به مما ورد في الكتاب والآثار، فإنه لا يماثل الصفات، ولا يجوز قياس الخالق على المخلوق.

وعن الرابع: بأنه مكابرة، إذ كل أحد يعرف –في الشاهد– لو أن ملگا استدعى جماعة للحضور لديه، ورفع أفضلهم على عرشه أن المرفوع ذو مقام يفوق به الكل.

وعن الخامس: بأنه من واد آخر غير ما نحن فيه، إذ لا بعث لإصلاح المهمات في الآخرة، وإنما معنى الآية: إنه يرفعک

مقاماً محموداً، وذلک یصدق ما قاله مجاهد، وما قاله الأکثر: فتأمل و أنصف.

’’(**علامہ جمال الدین قاسمی کہتے ہیں:) میں کہتا ہوں:** آپ کا حق ہے کہ واحدی کے پانچ سوالوں کے جوابات دیں جنہوں نے حضرت مجاہد کے قول کو غلط قرار دیا ہے۔

پہلا جواب: حضرت مجاہدؒ نے لفظِ ’’بعث‘‘ کی صرف ’’بٹھانے‘‘ کی تفسیر نہیں کی بلکہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے مقامِ محمود پر فائز ہونے کی تفسیر کی ہے۔ (بیٹھنے اور کھڑے ہونے کی بات ہی نہیں کی۔)

دوسرا جواب: مقام کا معنی اور مفہوم مرتبہ، قدرت اور بلندی لغت میں مشہور ہیں۔

تیسرا جواب: یہ اعتراض ہم نہیں مانتے۔ اس لئے کہ جیسے اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جیسی کوئی ذات نہیں اسی طرح قرآن و حدیث میں اللہ تعالیٰ کی جو بھی صفات بیان کی گئی ہیں ان صفات میں وہ مخلوق کے مماثل نہیں ہے اور خالق کو مخلوق پر قیاس کرنا جائز نہیں۔

چوتھا جواب: یہ اعتراض ضد بازی اور تعصب ہے۔ ہر ایک کے مشاہدے میں یہ بات ہے کہ بادشاہ اگر ایک جماعت کو اپنے پاس بلائے اور ان میں سے افسر کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھائے تو یہ بات قرینِ قیاس ہے کیونکہ بلند مقام پر فائز ہونے والا شخص اس مقام و مرتبہ کا مالک ہے کہ جس بناء پر اُسے ہر ایک پر فوقیت حاصل ہوگی۔

پانچواں جواب: اس آیت میں جس جہاں کی بات ہو رہی ہے وہ ہماری اس دنیا سے مختلف ہے۔ آخرت میں مہمات کو حل کرنے کیلئے کسی کو مقرر نہیں کیا

جائے گا۔ جب کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا اور یہ اس تفسیر پر صادق آتا ہے جو حضرت مجاہدؒ نے کی اور جس پر اکثر کی رائے ہے۔ پس تو غور کر اور انصاف کر۔‘‘

وقد أنشد الحافظ الذهبي في كتابه ’’العلوّ لله العظيم‘‘ للإمام الدار قطني في ترجمته، قولَه:

حديث الشفاعة في أحمد
إلى أحمد المصطفىٰ نُسنِدُه

وأما حديثٌ بإقعاده
على العرش أيضاً فلا نَجحَدُه

أمِرُّوا الحديث على وجهِهِ
ولا تُدخلوا فيه ما يُفسِدُه

’’حافظ ذہبیؒ نے اپنی کتاب ’العلوّ للہ العظیم‘ میں امام دار قطنیؒ کے حالاتِ زندگی میں یہ اشعار درج کیے ہیں:

(ہم حدیثِ شفاعت کو احمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف ہی منسوب کرتے ہیں۔ رہی آپ ﷺ کو عرش پر بٹھانے کی روایت تو ہم اس کا بھی انکار نہیں کرتے۔ حدیث کو اس کے اصل معنی پر قائم رکھو اور اس میں ایسی چیزیں داخل نہ کرو کہ اُس کا اصل معنی فاسد ہو جائے۔)‘‘

وقال الذهبي في كتابه المنوه به ترجمة ’’محمد بن مصعب‘‘ العابد شيخ بغداد ما مثاله: وقال المروذيّ: سمعت أبا عبد الله

الخفاف، سمعت ابن مصعب وتلا: ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قال: نعم يقعده على العرش. ذكر الإمام أحمد، محمد بن مصعب، فقال: قد كتبت عنه. وأيّ رجل هو!

''اس کے بعد امام ذہبیؒ نے اپنی مذکورہ کتاب میں شیخِ بغداد عبادت گزار محمدؒ بن مصعب کے حالاتِ زندگی بیان کیے اور اُن سے مقامِ محمود کی یہ تفسیر بیان کی ہے: ''مروزیؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ الخفافؒ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابنِ مصعبؒ سے سنا: انہوں نے اس آیت ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ کی تلاوت کی اور فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے شیخِ بغداد محمدؒ بن مصعب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: میں نے اُن سے احادیث نقل کی ہیں (یعنی وہ امام احمدؒ بن حنبل کے اساتذہ میں سے ہیں)۔'' وہ شخص کتنا بلند رتبہ ہوگا!''

قال الذهبي: فأما قضية قعود نبيّنا على العرش، فلم يثبت في ذلک نص، بل في الباب حديث واهٍ، وما فسر به مجاهد الآية، كما ذكرناه، فقد أنكره بعض أهل الكلام، فقام المروذيّ وقعد بالغ في الانتصار لذلک وجمع فيه كتاباً وطُرقَ قول مجاهد من رواية ليث بن أبي سليم، وعطاء بن السائب، وأبي يحيى القتات وجابر بن زيد، وممن أفتى في ذلک العصر، بأن هذا الأثر يُسَلَّم ولا يعارض، أبوداود السجستاني صاحب السنن وإبراهيم الحربيّ وخلق.

''امام ذہبیؒ نے کہا: ہمارے نبی کریم ﷺ کے عرش پر بیٹھنے کا مسئلہ کسی قرآن کی نص سے ثابت نہیں بلکہ اس باب میں کمزور حدیث ہے۔ حضرت مجاہدؒ نے

جو آیتِ مبارکہ کی تفسیر کی ہے جیسا کہ ہم نے اس کا ذکر کیا ہے بعض اہلِ کلام نے اس کا انکار کیا ہے۔ امام مروزی نے حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کو ثابت کرنے کے لیے تحقیق کی اور اس پر ایک کتاب مرتب کی جس میں حضرت مجاہد کے اس قول۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر بٹھائے جانے۔ کو لیث بن ابی سلیم، عطاء بن السائب، ابو یحییٰ القتات اور جابر بن زید کے طرق سے جمع کیا ہے۔ اس کے علاوہ جن ائمہ نے اُس زمانے میں فتویٰ دیا کہ قولِ مجاہد کو تسلیم کیا جائے گا اور اس کی مخالفت نہیں کی جائے گی، ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ ان میں امام ابو داود سجستانیؒ صاحب السنن، ابراہیم حربیؒ اور بہت سے علماء شامل ہیں۔''

بحيث إن ابن الإمام أحمد قال عقيب قول مجاهد: أنا منكرٌ على كلّ من ردّ هذا الحديث، وهو عندي رجل سوء متهم. سمعته من جماعة، وما رأيت محدّثًا ينكره، وعندنا إنّما تنكره الجهميّة.

''**امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے** حضرت مجاہدؒ کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں: جس شخص نے اس حدیث کا انکار کیا میں اُس کا منکر ہوں اور وہ شخص میرے نزدیک تہمت زدہ اور ناپسندیدہ ہے۔ میں نے اس حدیث کو محدّثین کی ایک جماعت سے سنا ہے اور میں نے کسی محدّث کو اس کا منکر نہیں پایا۔ ہمارے ہاں اس کا انکار صرف جہمیہ (باطل فرقہ کے پیروکار) کرتے ہیں۔''

وقد حدّثنا هارون بن معروفٍ، ثنا محمد بن فضيل عن ليث، عن مجاهد في قوله: ﴿عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ قال: يقعده على العرش. فحدّثت به أبي رحمه الله فقال: لم يُقدَّر

لي أن أسمعه من ابن فضيل. بحيث إن المروذيّ روى حكايةً بنزولٍ، عن إبراهيم بن عرفة، وسمعت ابن عمير يقول: سمعت أحمد بن حنبل يقول: هذا قد تلقته العلماء بالقبول.

’’ہمیں ہارون بن معروف نے حدیث بیان کی، ان سے محمد بن فضیل نے بیان کی انہوں نے حضرت لیث سے اور انہوں نے حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان - ﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ - کی تفسیر میں فرمایا: اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ میں نے یہ حدیث اپنے والدِ گرامی (امام احمدؒ بن حنبل) سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: میری قسمت میں نہ تھا کہ میں یہ حدیث ابنِ فضیل سے سن سکوں۔ امام مروذی، ابراہیم بن عرفہ کے طریق سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابنِ عمیر سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اس قول (حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے) کو علماء کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہے۔‘‘

وقال المروذيّ: قال أبو داود السجستانيّ: ثنا ابن أبي صفوان الثّقفيّ، ثنا يحيى بن أبي كثير، ثنا سلم بن جعفر، وكان ثقة، ثنا الجريريّ، ثنا سيف السدوسيّ عن عبد الله بن سلام رضی اللہ عنہ قال: إذا كان يوم القيامة جيء بنبيّكم ﷺ حتّى يجلس بين يدي الله عزوجل على كرسيّه. ..الحديث. وقد رواه ابن جرير في تفسيره، أعني قول مجاهد، وكذلك أخرجه النقاش في تفسيره، وكذلك رد شيخ الشافعية ابن سريج على من أنكره.

’’امام مروذی بیان کرتے ہیں کہ امام ابو داود سجستانی نے فرمایا: ہمیں ابن ابی

صفوان الثقفی نے حدیث بیان کی، انہیں یحییٰ بن ابی کثیر نے بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سلم بن جعفر نے حدیث بیان کی، اور یہ ثقہ ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں الجریری نے حدیث بیان کی، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سیف الدوسی نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی کہ انہوں نے فرمایا: ''روزِ قیامت تمہارے نبی ﷺ کو لایا جائے گا حتی کہ آپ ﷺ اللہ ﷻ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے۔'' حضرت مجاہدؒ کے اس قول کو امام ابنِ جریر نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے اور اسی طرح نقاش نے اسے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے، اسی طرح شیخ الشافعیہ ابنِ سریج نے اس قول کے منکر کا رد کیا ہے۔''

بحيث إن الإمام أبا بكر الخلّال قال في ''كتاب السنة'' من جمعه: أخبرني الحسن بن صالح العطار عن محمد بن عليّ السّراج، قال: رأيت النّبيّ ﷺ في النّوم فقلت: إنّ فلانًا الترمذيّ يقول: إنّ الله لا يقعدك معه على العرش. ونحن نقول: بل يقعدك. فأقبل (ﷺ) عليّ شبه المغضب وهو يقول: بلى، والله! بلى، والله! يقعدني على العرش. فانتبهت.

''اس قول کی تائید میں امام ابو بکر الخلالؒ اپنی کتاب 'السنۃ' میں (ایک خواب) بیان کرتے ہیں: مجھے حسن بن صالح العطار نے، انہوں نے محمد بن علی السراج سے خبر دی وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا: (یارسول اللہ!) فلاں ترمذ کا رہنے والا شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عرش پر نہیں بٹھائے گا جب کہ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بٹھائے گا۔ پس حضور ﷺ جلال بھرے چہرے کے ساتھ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہاں، اللہ کی قسم!، ہاں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ مجھے عرش پر

بٹھائے گا۔ پھر میری آنکھ کھل گئی۔‘‘

بحيث إن الفقيه أبا بكر أحمد بن سليمان النجاد المحدّث قال: - فيما نقله عنه القاضي أبو يعلى الفراء - لو أنّ حالفًا حلف بالطّلاق ثلاثاً، إنّ الله يقعد محمدا ﷺ على العرش. واستفتاني، لقلت له: صدقت وبررت.

’’قاضی ابویعلی الفراءؒ نے نقل کیا کہ محدّث وفقیہ ابوبکر احمد بن سلیمان النجادؒ بیان کرتے ہیں: اگر کوئی شخص اس بات پر حلف اٹھائے: ’’اگر یہ بات غلط ہو کہ اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا تو میری بیوی کو تین طلاقیں‘‘ اور وہ مجھ سے فتویٰ لینے آئے تو میں اس سے کہوں گا: تُو نے حق اور سچ بات کہی۔‘‘

اِجلاس علی العرش کے منکرین کے بارے میں ائمہ کرام کی آراء

علماء سلف اور ائمہ حدیث کی کثیر تعداد نے حضور نبی اکرم ﷺ کے اجلاس علی العرش کی روایات کو بیان کیا ہے اور اِس کا اِنکار کرنے والوں کو جھمی، متھم اور اہلِ بدعت کہا ہے۔ اِن تمام ائمہ کے اقوال کو امام خلال نے اپنی کتاب ’’السنة‘‘ میں بیان کیا ہے۔

صاحبِ السنن امام ابو داود سجستانیؒ نے فرمایا:

مَنْ أَنْكَرَ هٰذَا فَهُوَ عِنْدَنَا مُتَّهَمٌ، وَقَالَ: مَا زَالَ النَّاسُ يُحَدِّثُوْنَ بِهٰذَا يُرِيْدُوْنَ مُغَايَظَةَ الْجَهْمِيَّةِ، وَذٰلِکَ أَنَّ الْجَهْمِيَّةَ يُنْكِرُوْنَ أَنَّ عَلَى الْعَرْشِ شَيْءٌ. (۱)

(۱) ۱۔ خلال، السنة، ۱: ۲۱۴، رقم: ۲۴۴
۲۔ قرطبي، الجامع لأحكام القرآن، ۱۰: ۳۱۱
۳۔ عسقلاني، فتح الباري، ۱۱: ۴۲۷

’’جو شخص اِس حدیث یعنی حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کا انکار کرے وہ ہمارے نزدیک تہمت زدہ ہے۔ اور آپؒ نے یہ بھی فرمایا: لوگ فرقہ جہمیہ کے غیظ وغضب کے باعث اس حدیث کو بیان کرتے آ رہے ہیں، یہ اس وجہ سے ہے کہ جہمیہ عرش پر کسی بھی چیز کے ہونے کا انکار کرتے ہیں۔‘‘

امام محمدؒ بن احمد بن واصل نے فرمایا:

مَنْ رَدَّ حَدِيْثَ مُجَاهِدٍ فَهُوَ جَهْمِيٌّ. (۱)

’’جس شخص نے امام مجاہد کی بیان کردہ حدیث کو جھٹلایا وہ (باطل فرقہ جہمیہ کا معتقد) جہمی ہے۔‘‘

امام ابو بکرؒ یحییٰ بن ابی طالب نے فرمایا:

مَنْ رَدَّهُ فَقَدْ رَدَّ عَلَى اللهِ ﷻ، وَمَنْ كَذَّبَ بِفَضِيْلَةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدْ كَفَرَ بِاللهِ الْعَظِيْمِ. (۲)

’’جس شخص نے اس حدیثِ مجاہد کو جھٹلایا اس نے درحقیقت اللہ ﷻ کو جھٹلایا اور جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کی فضیلت کو جھٹلایا اس نے درحقیقت اللہ رب العزت کا انکار کیا۔‘‘

امام ابو بکر بن حماد المقریؒ نے فرمایا:

مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ فَسَكَتَ فَهُوَ مُتَّهِمٌ عَلَى الْإِسْلَامِ،

www.MinhajBooks.com

------ ۴۔ بدر الدين عيني، عمدة القاري، ۲۳: ۱۲۳

۵۔ شوكاني، فتح القدير، ۳: ۲۵۲

(۱) خلال، السنة، ۱: ۲۱۴، رقم: ۲۴۳

(۲) خلال، السنة، ۱: ۲۱۵، رقم: ۲۴۶

فَكَيْفَ مَنْ طَعَنَ فِيهَا.[1]

''جس شخص کے پاس اِن احادیث کا تذکرہ کیا گیا اور وہ خاموش رہا (اس کا چہرہ خوشی کے باعث نہ کِھلا) تو وہ اسلام پر تہمت لگانے والا ہے، پس جس نے ان احادیث کو طعن کا نشانہ بنایا تو اس کی بدبختی کا عالم کیا ہوگا۔''

امام ابوجعفر الدقیقیؒ نے فرمایا:

مَنْ رَدَّهَا فَهُوَ عِنْدَنَا جَهْمِيٌّ وَحُكْمُ مَنْ رَدَّ هَذَا أَنْ يُتَّقَا.[2]

''جس شخص نے ان احادیث کو جھٹلایا وہ ہمارے نزدیک جہمی ہے، اور اس کو جھٹلانے والے کا حکم یہ ہے کہ اس سے بچا جائے۔''

امام عباس الدوریؒ نے فرمایا:

لَا يَرُدُّ هَذَا إِلَّا مُتَّهَمٌ.[3]

''تہمت زدہ شخص ہی اس حدیث کو جھٹلاتا ہے۔''

امام اسحاقؒ بن راہویہ نے فرمایا:

اَلْإِيْمَانُ بِهَذَا الْحَدِيْثِ وَالتَّسْلِيْمُ لَهُ. وقَالَ أَيْضاً: مَنْ رَدَّ هَذَا الْحَدِيْثَ فَهُوَ جَهْمِيٌّ.[4]

''اس حدیث پر ایمان رکھنا اور اسے تسلیم کرنا ہی حق ہے۔ آپؒ نے یہ بھی کہا: جس شخص نے اس حدیثِ مجاہد کو جھٹلایا وہ جہمی ہے۔''

www.MinhajBooks.com

(۱) خلال، السنة، ۱: ۲۱۷، رقم: ۲۵۰

(۲) خلال، السنة، ۱: ۲۱۷، رقم: ۲۵۰

(۳) خلال، السنة، ۱: ۲۱۷، رقم: ۲۵۰

(۴) خلال، السنة، ۱: ۲۱۷، رقم: ۲۵۰

امام عبد الوہاب الوراقؒ نے فرمایا:

لِلَّذِي رَدَّ فَضِيلَةَ النَّبِيِّ ﷺ يُقْعِدُهُ عَلَى الْعَرْشِ: فَهُوَ مُتَّهِمٌ عَلَى الْإِسْلَامِ. (۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کا انکار کرنے والا درحقیقت اسلام پر تہمت باندھنے والا ہے۔‘‘

امام ابراہیم اصبہانیؒ نے فرمایا:

هَذَا الْحَدِيثُ حَدَّثَ بِهِ الْعُلَمَاءُ مُنْذُ سِتِّينَ وَمِائَةَ سَنَةٍ وَلَا يَرُدُّهُ إِلَّا أَهْلُ الْبِدَعِ. (۲)

’’علماء اس حدیث کو ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال سے بیان کرتے آرہے ہیں، اور اس کو سوائے اہلِ بدعت کے کوئی نہیں جھٹلاتا۔‘‘

امام حمدانؒ بن علی نے فرمایا:

كَتَبْتُ هَذَا الْحَدِيثَ مُنْذُ خَمْسِينَ سَنَةً، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا يَرُدُّهُ إِلَّا أَهْلُ الْبِدَعِ. (۳)

’’میں نے پچاس سال سے اس حدیث کو لکھ رکھا ہے، اور میں نے اہلِ بدعت کے علاوہ کسی کو اسے جھٹلاتے ہوئے نہیں دیکھا۔‘‘

امام ہارونؒ بن معروف فرماتے ہیں:

هَذَا حَدِيثٌ يَسْخَنُ اللهُ بِهِ أَعْيُنَ الزَّنَادِقَةِ. (۴)

---

(۱) خلال، السنة، ۱: ۲۱۷، رقم: ۲۵۰

(۲) خلال، السنة، ۱: ۲۱۷-۲۱۸، رقم: ۲۵۰

(۳) خلال، السنة، ۱: ۲۱۸، رقم: ۲۵۰

(۴) خلال، السنة، ۱: ۲۱۸، رقم: ۲۵۰

’’اس حدیث کی وجہ سے اللہ تعالیٰ زنادِقہ کی آنکھوں کو تپش دے رہا ہے۔‘‘

امام محمد بن اسماعیل السلمیؒ نے فرمایا:

مَنْ تَوَهَّمَ أَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ لَمْ يَسْتَوْجِبْ مِنَ اللهِ ﷻ مَا قَالَ مُجَاهِدٌ، فَهُوَ كَافِرٌ بِاللهِ الْعَظِيْمِ.(۱)

’’جس شخص نے یہ وہم وگمان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور نبی اکرم ﷺ کو وہ مقام حاصل نہیں ہوگا جو امام مجاہد نے کہا ہے، وہ اللہ رب العزت کا منکر ہے۔‘‘

امام ابنِ جریر طبریؒ نے فرمایا:

أن الله يقعد محمدا ﷺ على عرشه قول غير مدفوع صحته ولا من جهة خبر ولا نظر، وذلک لأنه لا خبر عن رسول الله ﷺ ولا عن أحد من أصحابه ولا عن التابعين بإحالة ذلک.(۲)

’’اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ اس قول کی صحت کا نقلی اور عقلی دونوں طریقوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام ﷺ اور تابعین رحمھم اللہ تعلی کی کوئی روایت یا قول اس چیز (حضور ﷺ کے عرش پر بٹھائے جانے کا) ناممکن ہونا بیان نہیں کرتا۔‘‘

امام احمد بن حنبلؒ اور امام آجریؒ نے بیان کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے کے قول کو علماء کے ہاں قبولیتِ عامہ حاصل ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا:

(۱) خلال، السنة، ۱: ۲۱۸، رقم: ۲۵۰

(۲) ابن جرير طبري، جامع البيان في تفسير القرآن، ۱۵: ۱۴۷

قَدْ تَلَقَّتْهُ الْعُلَمَاءُ بِالْقُبُوْلِ. (۱)

''اس قول (حضور نبی اکرم ﷺ کے عرش پر تشریف فرما ہونے) کو علماء کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہے۔''

امام محمد بن حسین آجریؒ نے فرمایا:

وَأَمَّا حَدِيْثُ مُجَاهِدٍ فِي فَضِيْلَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَتَفْسِيْرُهُ لِهَذِهِ الآيَةِ أَنَّهُ يُقْعِدُهُ عَلَى الْعَرْشِ، فَقَدْ تَلَقَّاهَا الشُّيُوْخُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالنَّقْلِ لِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، تَلَقَّوْهَا بِأَحْسَنِ تَلَقٍّ، وَقَبِلُوْهَا بِأَحْسَنِ قَبُوْلٍ، وَلَمْ يُنْكِرُوْهَا، وَأَنْكَرُوْا عَلَى مَنْ رَدَّ حَدِيْثَ مُجَاهِدٍ إِنْكَارًا شَدِيْدًا، وَقَالُوْا: مَنْ رَدَّ حَدِيْثَ مُجَاهِدٍ فَهُوَ رَجُلٌ سُوْءٌ. (۲)

''فضیلتِ نبی ﷺ میں حدیثِ مجاہد اور سورۃ بنی اسرائیل کی آیتِ مبارکہ میں آپؒ کی تفسیر کہ اللہ ﷻ آپ ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا، ان احادیث کو اکابر اہلِ علم و نقل نے حدیثِ رسول ﷺ کی بناء پر احسن طریقہ سے سیکھا ہے اور قبول کیا ہے اور انہوں نے ان کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے حدیثِ مجاہد کا رد کرنے والے شخص کی شدید مخالفت کی ہے اور کہا ہے: جس شخص نے حدیثِ مجاہد کو جھٹلایا وہ برا شخص ہے۔''

المختصر ان تمام اَحادیث و اَقوال سے ثابت ہوا کہ روزِ قیامت اللہ رب العزت اپنے محبوب حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر اپنے ساتھ بٹھائے گا۔ جو لوگ اس سے یہ مراد لیتے ہیں کہ (معاذ اللہ) اس سے اللہ تعالیٰ کا مخلوق میں شامل ہونا لازم آتا ہے اور حضور

(۱) ۱۔ ذهبي، العلو للعلي الغفار، ۱: ۱۷۰، رقم: ۴۶۱

۲۔ أحمد بن إبراهيم، توضيح المقاصد وتصحيح القواعد، ۱: ۲۳۳

(۲) آجري، كتاب الشريعة، ۶: ۱۶۱۲، ۱۶۱۳

نبی اکرم ﷺ کے لیے (معاذ اللہ) مرتبۂ اُلوہیت ثابت ہوتا ہے اُن کی خدمت میں عرض ہے: یہ کس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا کرسی پر جلوہ افروز ہونا عام مخلوق کی طرح ہو گا۔ نہ اُس کی کرسی عام مخلوق کی کرسی کی طرح ہوگی اور نہ اُس کا کرسی پر تشریف فرما ہونا عام مخلوق کی طرح ہو گا۔ وہ اپنی شان کے لائق اپنی شایانِ شان کرسی پر استواء اور نزول فرمائے گا۔ لہٰذا یہ اعتراض بنتا ہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے کرسی کا ثبوت اُسے مخلوق میں شامل کرنے کا موجب ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کرسی پر اپنی شان کے لائق استواء و نزول فرما کر اللہ ہی رہتا ہے اسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ روزِ قیامت عرش پر بیٹھ کر بھی عبد ہی رہیں گے وہ معبود اور خالق نہیں بنیں گے۔ کیونکہ اللہ کا بیٹھنا اُس کی شانِ اُلوہیت کے مطابق ہو گا اور حضور نبی اکرم ﷺ کا بیٹھنا اُن کی شانِ محبوبیت اور شانِ مخلوقیت کے مطابق ہوگا۔

(۳) عرش کے دائیں طرف قیام

حضور نبی اکرم ﷺ انتہائی خوبصورت جنتی پوشاک زیبِ تن کیے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے عرش کی دائیں جانب قیام فرما ہوں گے اور تمام اوّلین و آخرین آپ ﷺ کی شانِ محبوبیت کا نظارہ کر رہے ہوں گے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

ثُمَّ أَقُومُ عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْخَلَائِقِ يَقُومُ ذَلِكَ الْمَقَامَ غَيْرِي.(۱)

www.MinhajBooks.com

---

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب المناقب، باب في فضل النبي ﷺ، ۵: ۵۸۵، رقم: ۳۶۱۱
۲۔ قاضي عياض، الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ، ۱: ۱۲۸
۳۔ ابن كثير، البداية والنهاية، ۱۰: ۲۶۳

’’اس کے بعد میں عرش کے دائیں جانب اعلیٰ مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا مخلوق میں سے کوئی دوسرا کھڑا نہیں ہو گا۔‘‘

۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ أُوْتَی بِکِسْوَتِي، فَأَلْبَسُهَا، فَأَقُوْمُ عَنْ يَمِيْنِهِ مَقَامًا لَا يَقُوْمُهُ أَحَدٌ غَيْرِي، يَغْبِطُنِي بِهِ الْأَوَّلُوْنَ وَالآخِرُوْنَ. (۱)

’’پھر مجھے لباسِ فاخرہ دیا جائے گا میں اُسے پہنوں گا۔ میں عرش کے دائیں جانب ایسے مقامِ رفیع پر کھڑا ہوں گا جہاں میرے سوا کوئی اور نہیں ہو گا، (میرے اس مقام کی وجہ سے) مجھ پر اوّلین و آخرین رشک کریں گے۔‘‘

احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کرسی کے دائیں جانب حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے مسند لگائی جائے گی مگر آپ ﷺ کمالِ عبدیت کا اِظہار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور ادباً قیام فرما رہیں گے، اپنی مسند پر نہیں بیٹھیں گے۔ اِس کی تائید حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث سے ہوتی ہے، جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

۳۔ **لِلْأَنْبِيَاءِ مَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَيَجْلِسُوْنَ عَلَيْهَا وَيَبْقَی مِنْبَرِي لَا أَجْلِسُ عَلَيْهِ أَوْ لَا أَقْعُدُ عَلَيْهِ، قَائِمًا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّي.** (۲)

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۹۸، رقم: ۳۷۸۷
۲۔ بزار، المسند، ۴: ۳۴۰، رقم: ۱۵۳۴
۳۔ طبراني، المعجم الکبير، ۱۰: ۸۰، رقم: ۱۰۰۱۷
۴۔ أبو نعيم، حلية الأولياء، ۴: ۲۳۸

(۲) ۱۔ حاکم، المستدرک علی الصحيحين، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰
۲۔ طبراني، المعجم الاوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۸

”(محشر کے دن) تمام انبیاء کے لئے سونے کے منبر (لگے) ہوں گے، وہ ان پر جلوہ افروز ہوں گے جب کہ میرا منبر خالی رہے گا، میں اس پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ اپنے پروردگار کی بارگاہِ اقدس میں کھڑا رہوں گا۔“

باقی انبیاء کے اپنی اپنی مسندوں پر تشریف فرما ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ مسند میدان حشر میں ہی مقامات فاخرہ پر ہوں گی جبکہ مسند مصطفیٰ ﷺ عرش الٰہی پر ہو گی جیسا کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے:

۴۔ فَيَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُكْسٰى إِبْرَاهِيْمُ عليه السلام، يَقُوْلُ: اكْسُوْا خَلِيْلِي، فَيُؤْتٰى بِرَيْطَتَيْنِ بَيْضَاوَيْنِ فَلْيَلْبِسْهُمَا ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَسْتَقْبِلُ الْعَرْشَ. (۱)

”اُس دن سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالی فرمائے گا: میرے خلیل کو لباس پہناؤ۔ پس دو سفید ملائم کپڑوں کو لایا جائے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اُنہیں پہنیں گے۔ پھر آپ علیہ السلام عرش کی جانب رخ کر کے تشریف فرما ہوں گے۔“

حضور نبی اکرم ﷺ کے تشریف فرما نہ ہونے کا ایک مقصد تو بارگاہِ الٰہی کا ادب ہو گا اور دوسرا مقصد اُمت کی شفاعت ہو گا۔

۳۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۰: ۳۱۷، رقم: ۱۰۷۷۱

۴۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۸۰

۵۔ منذري، الترغيب والترهيب، ۴: ۲۴۱، رقم: ۵۵۱۵

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۹۸، رقم: ۳۷۸۷

۲۔ بزار، المسند، ۴: ۳۴۰، رقم: ۱۵۳۴

۳۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۰: ۸۰، رقم: ۱۰۰۱۷

۴۔ أبو نعيم، حلية الأولياء، ۴: ۲۳۸

اِجلاس اور قیام کی روایات میں تطبیق

ائمہ و محدثین کی بیان کردہ تشریحات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا اور آپ ﷺ عرش پر اللہ رب العزت کی طرف سے رکھوائی گئی کرسی پر جلوہ افروز ہوں گے لیکن چند احادیث سے یہ امر بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ عرش پر نہیں بیٹھیں گے بلکہ قیام فرما رہیں گے۔

جیسے حضرت عبد اللہ بن عباس رضي الله عنهما سے مروی ایک روایت میں ہے:

قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لِلْأَنْبِيَاءِ مَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَيَجْلِسُوْنَ عَلَيْهَا وَيَبْقٰى مِنْبَرِي لَا أَجْلِسُ عَلَيْهِ أَوْ لَا أَقْعُدُ عَلَيْهِ، قَائِمًا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّي مَخَافَةً أَنْ يَبْعَثَ بِي إِلَى الْجَنَّةِ وَيَبْقٰى أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي. (۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (قیامت کے دن) تمام انبیاء علیهم السلام کے لیے سونے کے منبر بچھائے جائیں گے وہ ان پر بیٹھیں گے اور میرا منبر خالی رہے گا میں اس پر نہ بیٹھوں گا بلکہ اپنے رب کریم کے حضور کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میری اُمت، میرے بعد بے یار و مددگار رہ جائے۔......''

دونوں روایات حق ہیں اور دونوں حضور نبی اکرم ﷺ کی دو الگ الگ شانیں ہیں۔ ان دو روایات میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ پہلی روایت جس میں یہ بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کو عرش پر بٹھائے گا۔ جب میدانِ حشر میں عدالت لگے گی تو اللہ

(۱) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰
۲۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۷
۳۔ ابن خزيمة، التوحيد: ۳۷۸، رقم: ۳۲۳
۴۔ منذري، الترغيب والترهيب، ۴: ۲۴۱، رقم: ۵۵۱۵

تعالیٰ حضور نبی اکرم ﷺ کی شان اور عظمت دکھانے کے لیے فرمائے گا کہ محبوب! اس کرسی پر بیٹھ جائیں، اوّلاً حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں کرسی پر تشریف فرما ہوں گے، تاکہ اللہ کے حکم کی تعمیل ہو جائے۔ یہاں تک پہلی روایت کا معنی مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد مذکورہ روایات کے مطابق فوراً ہی اٹھ کھڑے ہوں گے اور اِس کا سبب اوّلاً ادبِ بارگاہ الٰہی ہو گا اور ثانیاً اُمت کی بخشش و مغفرت کے لیے اضطراب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا کرسی پر بٹھانا اپنے محبوب کی شانِ محبوبیت دکھانے کے لیے ہو گا تاکہ پورا عالمِ محشر اُس کی بارگاہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے مقامِ محبوبیت کو دیکھ لے، کرسی پر بٹھایا جانا محبوبیت کے اظہار کے لیے ہو گا اور حضور نبی اکرم ﷺ کا کھڑے ہو جانا اور کھڑے رہنا یہ آپ ﷺ کی طرف سے بارگاہِ الٰہی کے ادب اور اپنی شانِ عبدیت کا اظہار ہو گا۔ ☆

(۴) مقامِ محمود حضور ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی یا رسول کو حاصل نہیں ہو گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

يقيمنی ربّ العالمين منه مقامًا لم يقمه أحداً، قبلی فبکی ولم يقمه أحدًا بعدی. (۱)

”پروردگارِ عالم مجھے ایک ایسے مقام پر فائز فرمائے گا جہاں اس نے کبھی کسی اور کو فائز نہیں فرمایا، حضور ﷺ آبدیدہ ہو گئے (اور فرمایا:) اور میرے بعد اس مقام پر کسی کو فائز نہیں کیا جائے گا۔“

☆ مزید تفصیلات کے لیے اِس موضوع پر ہماری الگ تصنیف ”مقامِ محمود“ کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۸۳، رقم: ۶۴۶۵

۲۔ ابن جوزی، الوفا بأحوال المصطفیٰ ﷺ: ۸۴۱

۱۹۔ شفاعت میں اَوّلیت کا شرف

روز قیامت سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے اور سب سے پہلے آپ ﷺ ہی کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ.(۱)

’’میں قیامت کے دن (تمام) اولادِ آدم کا سردار ہوں گا، سب سے پہلے میری قبر کو کھولا جائے گا، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا، اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔‘‘

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ.(۲)

’’قیامت کے دن میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الفضائل، باب تفضيل نبينا على جميع الخلائق، ۴: ۱۷۸۲، رقم: ۲۲۷۸
۲۔ أبو داود، السنن، كتاب السنة، ۴: ۲۱۸، رقم: ۴۶۷۳
۳۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۶: ۳۱۷، رقم: ۳۱۷۲۸

(۲) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب المناقب، باب في فضل النبي ﷺ، ۵: ۵۸۷، رقم: ۳۶۱۶
۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۰، رقم: ۴۳۰۸
۳۔ دارمی، السنن، باب: ما أعطِيَ النَّبِيَ ﷺ مِن الفضلِ، ۱: ۳۹، رقم: ۴۷

پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور میں یہ فخریہ نہیں کہتا۔‘‘

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ يَشْفَعُ فِي الْجَنَّةِ. (۱)

’’میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت میں جانے کے لیے شفاعت کرے گا۔‘‘

۲۰۔ شفاعتِ کبریٰ کے شرفِ عظیم کا حصول

حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ محشر عطا ہونے والے اعزازات میں شفاعتِ کبریٰ وہ امتیازی اور انفرادی خصوصیت ہے جو آپ ﷺ کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوئی۔ اسے شفاعتِ عظمیٰ بھی کہتے ہیں۔

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي، نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِداً وَّطَهُوْرًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَآصَّةً وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَآمَّةً. (۲)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الایمان، باب في قول النبي ﷺ أنا أوّل النّاس يشفع في الجنّة وأنا أكثر الأنبياء تبعا، ۱: ۱۸۸، رقم: ۱۹۶

۲۔ أبو يعلى، المسند، ۷: ۵۱، رقم: ۳۹۶۷

۳۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۵۶، رقم: ۸۸۹

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب التيمم، باب وقول الله تعالى: فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا، ۱: ۱۲۸، رقم: ۳۲۸

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب المساجد، باب منه، ۱: ۳۷۰، رقم: ۵۲۱

’’مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں: ایک ماہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد فرمائی گئی، میرے لئے تمام روئے زمین مسجد اور پاک کرنیوالی (جائے تیمّم) بنا دی گئی لہٰذا میری امت میں سے جو شخص بھی (جہاں) نماز کا وقت پائے تو وہ وہیں پڑھ لے، میرے لئے اموال غنیمت حلال کر دیئے گئے جو مجھ سے پہلے کسی نبی کے لئے حلال نہ تھے، اور مجھے شفاعت عطا کی گئی، اور پہلے نبی ایک خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا جبکہ مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔‘‘

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے شفاعت کبریٰ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ. فَيَأْتُوْنَ آدَمَ، فَيَقُوْلُوْنَ: إِشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّکَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيْمَ فَإِنَّهُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ. فَيَأْتُوْنَ إِبْرَاهِيْمَ، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسَى فَإِنَّهُ كَلِيْمُ اللهِ. فَيَأْتُوْنَ مُوْسَى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسَى فَإِنَّهُ رُوْحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ. فَيَأْتُوْنَ عِيْسَى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا، وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ.

فَيَأْتُوْنَنِي فَأَقُوْلُ: أَنَا لَهَا، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي، فَيُؤْذَنُ لِي، وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ، وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا. فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! إِرْفَعْ رَأْسَکَ، وَقُلْ

------ ۳۔ نسائي، السنن، كتاب الغسل والتيمم، باب التيمم بالصعيد، ۱: ۲۱۱، رقم: ۴۳۲

۴۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۰۸، رقم: ۶۳۹۸

يُسْمَعْ لَکَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ، أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيُقَالُ: إِنْطَلِقْ، فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ کَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ. ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! إِرْفَعْ رَأْسَکَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَکَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيُقَالُ: إِنْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ کَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ أَوْ خَرْدَلَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ، فَأَنْطَلِقُ، فَأَفْعَلُ. ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَحْمَدُهُ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! إِرْفَعْ رَأْسَکَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَکَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِی أُمَّتِی، فَيَقُوْلُ: إِنْطَلِقْ، فَأَخْرِجْ مَنْ کَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ، فَأَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ، فَأَنْطَلِقُ فَأَفْعَلُ. (۱)

’’قیامت کے روز لوگ دریا کی موجوں کی مانند بے قرار ہوں گے تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے: آپ اپنے رب کی بارگاہ

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، باب کلام الرب مع الانبیاء وغیرهم، ۲: ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، رقم: ۷۰۷۲

۲۔ مسلم، الصحيح، باب إثبات الشفاعة وإخراج الموحدين، ۱: ۱۰۸۔ ۱۰۹، رقم: ۳۲۲

۳۔ ترمذي، السنن، کتاب الزهد عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في الشفاعة، ۲: ۶۶، رقم: ۲۴۳۴

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۱۶، رقم: ۱۵۷

۵۔ نسائي، السنن الکبری، ۶: ۳۳۰، رقم: ۱۱۱۳۱

۶۔ أبو يعلی، المسند، ۷: ۳۱۱، رقم: ۴۳۵۰

میں ہماری شفاعت کیجئے، وہ فرمائیں گے: یہ میرا مقام نہیں، تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ! کیونکہ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ پس وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوجائیں گے جس پر وہ فرمائیں گے: میرا منصب یہ نہیں ہے تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ کلیم اللہ ہیں۔ پس وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں جائیں گے تو وہ فرمائیں گے: میرا منصب یہ نہیں ہے تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ روح اللہ اور اس کا کلمہ ہیں۔ پس وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے: میرا یہ مقام نہیں ہے تم محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس جاؤ۔

''پس لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا: ہاں! شفاعت کرنا تو میرا منصب ہے۔ پھر میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی اور مجھے ایسے حمدیہ کلمات الہام کئے جائیں گے جن کے ساتھ میں اللہ کی حمد و ثنا کروں گا وہ اب مجھے مستحضر نہیں ہیں۔ پس میں ان محامد سے اللہ کی تعریف و توصیف کروں گا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہوجاؤں گا۔ سو مجھے کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ کہو! کہ تمہیں سنا جائے گا، مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت، پس فرمایا جائے گا: جاؤ اور جہنم سے اسے نکال لو جس کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہو پس میں جا کر یہی کروں گا۔ پھر واپس آ کر ان محامد کے ساتھ اس کی حمد و ثنا کروں گا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ پس کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو! کہ تمہیں سنا جائے گا، مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے میرے رب! میری امت، میری امت! پس فرمایا جائے گا: جاؤ اور جہنم سے اسے بھی نکال لو جس کے دل

میں ذرے کے برابر یا رائی کے برابر بھی ایمان ہو۔ پس میں جا کر ایسے ہی کروں گا۔ پھر واپس آ کر انہی محامد کے ساتھ اس کی حمد و ثنا بیان کروں گا اور پھر اس کے حضور سجدے میں چلا جاؤں گا۔ پس فرمایا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمہیں سنا جائے گا، مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے رب! میری امت، میری امت، پس وہ فرمائے گا: جاؤ اور اسے بھی جہنم سے نکال لو جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی بہت ہی کم بہت ہی کم بہت ہی کم ایمان ہو۔ پس میں خود جاؤں گا اور جا کر ایسا ہی کروں گا۔‘‘

۳۔ ایک اور روایت میں ان الفاظ کا اضافہ بھی ہے:

’’میں چوتھی دفعہ واپس لوٹوں گا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کروں گا، پھر اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پس فرمایا جائے گا: اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھایئے اور کہیئے کہ آپ کی سنی جائے گی اور مانگیئے کہ آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے کہ آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! مجھے ان کی (شفاعت کی) اجازت بھی عنایت فرما دے جنہوں نے لاإلٰہ إلا اللہ کہا ہے۔‘‘

پس وہ فرمائے گا:

وَعِزَّتِي وَجَلَالِي، وَكِبْرِيَائِي وَعَظَمَتِي، لَأُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ.(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، کتاب التوحيد، باب کلام الرب ﷻ يوم القيامة مع الأنبياء وغيرهم، ۶: ۲۷۲۷، رقم: ۷۰۷۲

۲۔ أبو يعلی، المسند، ۷: ۳۱۲، رقم: ۴۳۵۱

۳۔ بيهقی، السنن الکبریٰ، ۱۰: ۴۲

۴۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۴۲

۵۔ ابن عبد البر، التمهيد، ۱۹: ۶۷

''مجھے اپنی عزت و جلال اور کبریائی و عظمت کی قسم! میں اُنہیں ضرور دوزخ سے نکال دوں گا جنہوں نے لا إله إلا الله کہا تھا۔''

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا، وَأُرِيْدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ. (۱)

''ہر نبی کے لیے ایک قطعی دعاء مقبول ہوتی ہے جو وہ کرتا ہے، پس میں چاہتا ہوں کہ اپنی وہ دعا قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کے طور پر محفوظ کر لوں۔''

۵۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَتَانِي آتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّي فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يُدْخِلَ نِصْفَ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا. (۲)

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الدعوات، باب لكل نبي دعوة مستجابة، ۵: ۲۳۲۳، رقم: ۵۹۴۵

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الايمان، باب إختباء النبي ﷺ دعوة الشفاعة لأمته، ۱: ۱۸۸۔۱۹۰، رقم: ۱۹۸، ۱۹۹

۳۔ ترمذي، السنن، كتاب الدعوات عن رسول الله ﷺ، باب فضل لا حول ولا قوة إلا بالله، ۵: ۵۸۰، رقم: ۳۶۰۲

۴۔ مالك، الموطأ، ۱: ۲۱۲، رقم: ۴۹۴

(۲) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب صفة القيامه والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، باب منه، ۴: ۶۲۷، رقم: ۲۴۴۱

۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۴، ـــــ

"میرے پاس اللہ کا پیامبر آیا، پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ وہ میری آدھی اُمت کو جنت میں داخل کر دے یا میں شفاعت کروں، میں نے (حقِ) شفاعت اختیار کیا، اور یہ شفاعت ہر اُس مسلمان کے لیے ہے جو شرک پر نہیں مرے گا۔"

٦۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

خُيِّرْتُ بَيْنَ الشَّفَاعَةِ وَبَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ، فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ، لِأَنَّهَا أَعَمُّ وَأَكْفَى، أَتُرَوْنَهَا لِلْمُتَّقِينَ؟ لَا، وَلٰكِنَّهَا لِلْمُذْنِبِينَ الْخَطَّائِينَ الْمُتَلَوِّثِينَ. (۱)

"مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے میں (قیامت کے روز) شفاعت کا حق اختیار کروں یا میری آدھی اُمت کو بغیر شفاعت جنت میں داخل کر دیا جائے، پس میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ وہ عام تر ہے۔ تمہارے خیال میں وہ پرہیزگاروں کے لیے ہوگی؟ نہیں، بلکہ گناہ گاروں، خطاکاروں اور گناہوں سے آلودہ لوگوں کے لیے ہے۔"

.... رقم: ۴۳۱۷

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۸۸، رقم: ٦۴۷۰

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۳۲، رقم: ۲۲۰۷۸

۵۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ٦: ۳۲۰، رقم: ۳۱۷۵۱

٦۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۸: ۷۲، رقم: ۱۳۳

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۴، رقم: ۴۳۱۱

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۷۵، رقم: ۵۴۵۲

۳۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۷۸

مذکورہ بالا حدیث سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ اپنی گناہ گار اُمت پر کتنے شفیق اور مہربان ہیں۔

۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي.(۱)

''میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہے۔''

اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ اہلِ ایمان میں سے تمام گنہگار لوگ شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ کے حقدار ہوں گے۔

شفاعت کے مقامات

قاضی عیاضؒ نے ''الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ (ص: ۲۷۸)'' میں شفاعت کے پانچ مقامات بیان کئے ہیں۔ امام قرطبیؒ نے الجامع لأحکام القرآن میں، امام قسطلانیؒ نے إرشاد السّاری شرح صحیح البخاری میں، حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں اور دیگر محدثین نے بھی شفاعت کے ان پانچ درجات کو قاضی عیاضؒ کے حوالے سے بیان کیا ہے:

---

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، کتاب صفة القيامه والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، باب منه، ۴: ۶۲۵، رقم: ۲۴۳۵

۲۔ أبو داود، السنن، کتاب السنة، باب في الشفاعة، ۴: ۲۳۶، رقم: ۴۷۳۹

۳۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الزهد، باب ذکر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۱، رقم: ۴۳۱۰

۴۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۸۶، رقم: ۶۴۶۸

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۱۳، رقم: ۱۳۲۴۵

(ا) شفاعتِ عامہ

روزِ قیامت تمام انبیاء کرام علیھم السلام اور اُمتوں کی طرف سے جلد حساب شروع کرنے کی درخواست کے جواب میں حضور نبی اکرم ﷺ بارگاہِ الٰہی میں حساب جلد شروع کرنے کی درخواست کریں گے اور آپ ﷺ کی شفاعت کی بناء پر حساب و کتاب شروع ہو گا۔ تعجیلِ حساب کا یہی مرحلہ شفاعتِ عظمیٰ اور شفاعتِ کبریٰ ہے۔ اِسی کو شفاعتِ عامہ بھی کہتے ہیں۔

قیامت کے دن جب سورج ایک میل یا سوا نیزے کی مسافت پر ہوگا۔ ہر کوئی اُس کی تپش سے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ڈوبا ہو گا۔ اُس روز جب ابھی حساب و کتاب بھی شروع نہیں ہوا ہو گا اور کوئی یہ نہیں جانتا ہو گا کہ حساب کب شروع ہو گا؟ لوگ آپس میں کہیں گے: اللہ تعالیٰ کے کسی برگزیدہ نبی کی بارگاہ میں عرض کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حساب و کتاب جلد شروع کرنے کی گذارش کریں۔ تمام انبیاء اس سے معذوری کا اظہار کریں گے۔ تمام انبیاء اپنی اُمتوں سمیت حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے: آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں کہ وہ حساب جلد شروع کرے۔ حضور نبی اکرم ﷺ تمام انبیاء اور ان کی اُمتوں کی اس گذارش پر اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں گے: باری تعالیٰ حساب جلد شروع کر۔ آپ ﷺ کا اس تعجیلِ حساب کے لئے شفاعت فرمانا شفاعتِ عامہ اور شفاعتِ کبریٰ کا مقام ہوگا۔

ا۔ اس تمام منظر کو حضور نبی اکرم ﷺ نے یوں بیان فرمایا:

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: يَجْمَعُ اللهُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِکَ، فَيَقُوْلُوْنَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا. فَيَأْتُوْنَ آدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا آدَمُ! أَمَا تَرَى النَّاسَ، خَلَقَکَ اللهُ بِيَدِهِ، وَأَسْجَدَ لَکَ مَلَائِكَتَهُ، وَعَلَّمَکَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ، إِشْفَعْ

لَنَا إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا، فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكَ، وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ، وَلٰكِنِ ائْتُوا نُوحًا، فَإِنَّهُ أَوَّلُ رَسُولٍ بَعَثَهُ اللهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ. فَيَأْتُونَ نُوحًا، فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ، وَلٰكِنِ ائْتُوا إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمٰنِ. فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُم، وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطَايَاهُ الَّتِي أَصَابَهَا، وَلٰكِنِ ائْتُوا مُوسٰى، عَبْدًا آتَاهُ اللهُ التَّوْرَاةَ وَكَلَّمَهُ تَكْلِيمًا. فَيَأْتُونَ مُوسٰى، فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَيَذْكُرُ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ، وَلٰكِنِ ائْتُوا عِيسٰى، عَبْدَ اللهِ وَرَسُولَهُ وَكَلِمَتَهُ وَرُوحَهُ. فَيَأْتُونَ عِيسٰى، فَيَقُولُ: لَسْتُ هُنَاكُمْ، وَلٰكِنِ ائْتُوا مُحَمَّدًا ﷺ، عَبْدًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ. فَيَأْتُونَنِي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ، فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي. ثُمَّ يُقَالُ لِي: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا، ثُمَّ أَشْفَعُ، فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي. ثُمَّ يُقَالُ: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ! وَقُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا رَبِّي، ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ، ثُمَّ أَرْجِعُ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَيَدَعُنِي مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَدَعَنِي، ثُمَّ يُقَالُ: اِرْفَعْ مُحَمَّدُ! قُلْ يُسْمَعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدَ عَلَّمَنِيهَا، ثُمّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. ثُمَّ أَرْجِعُ فَأَقُولُ: يَا رَبِّ! مَا بَقِيَ فِي

النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ. قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِنُ شَعِيْرَةً، ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ ما يَزِنُ بُرَّةً، ثُمَّ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَكَانَ فِيْ قَلْبِهِ مَا يَزِنُ مِنَ الْخَيْرِ ذَرَّةً.(۱)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومنوں کو جمع کرے گا۔ پس وہ کہیں گے: چلو ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کوئی شفاعت کرنے والا ڈھونڈیں تاکہ وہ ہمیں اس حالت سے نجات عطا کرے۔ چنانچہ سب لوگ (حضرت) آدم علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کریں گے: اے آدم! کیا آپ لوگوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس حال میں ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام سکھائے لہٰذا اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کر دیجئے تاکہ وہ ہمیں ہماری اس حالت سے نجات عطا فرمائے۔ (حضرت) آدم علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کے لائق نہیں، پھر وہ

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب التوحيد، باب قول الله: لما خلقت بيدي، ٦: ٢٦٩٥-٢٦٩٦، رقم: ٦٩٧٥

۲۔ بخاري، الصحيح، كتاب التفسير، باب قول الله: وعلّم آدم الأسماء كلها، ۴: ۱۶۲۴، رقم: ۴۲۰۶

۳۔ بخاري، الصحيح، كتاب الرقاق، باب صفة الجنّة والنّار، ۵: ۲۴۰۱، رقم: ۶۱۹۷

۴۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنّة منزلة فيها، ۱: ۱۸۰، رقم: ۱۹۳

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۱۶، رقم: ۱۲۱۵۳

اپنی لغزش کا ان کے سامنے ذکر کریں گے، البتہ تم لوگ (حضرت) نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں پر بھیجا تھا۔ چنانچہ سب (حضرت) نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی فرمائیں گے: میں اِس کا اہل نہیں ہوں اور اپنی وہ لغزش یاد کریں گے جو اُن سے ہوئی تھی، حضرت نوح علیہ السلام فرمائیں گے: تم (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ سب لوگ (حضرت) ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں اور اپنی لغزشوں کا ذکر اُن سے کریں گے۔ البتہ تم لوگ (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں توریت دی تھی اور ان سے کلام کیا تھا۔ سب لوگ (حضرت) موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ فرمائیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں اور ان کے سامنے اپنی لغزش کا ذکر کریں گے، البتہ تم لوگ (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں، تم سب لوگ (حضرت) محمد ﷺ کے پاس جاؤ، وہ ایسے بندے ہیں کہ اُن کے سبب اُن کی اُمت کی اگلی اور پچھلی تمام خطائیں معاف کر دی گئی ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں ان کے ساتھ چلوں گا اور اپنے رب سے اِذن چاہوں گا تو مجھے اذن دے دیا جائے گا۔ پھر اپنے رب کو دیکھتے ہی اس کے لئے سجدہ میں گر پڑوں گا اور اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہے گا اسی حالت میں مجھے رہنے دے گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا: محمد! اٹھو، کہو تمہیں سنا جائے گا، مانگو عطا کیا جائے گا، شفاعت کرو تمہاری شفاعت منظور کی جائے گی، پس میں اپنے رب کی تعریف ان کلماتِ حمد سے کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے حد مقرر کی جائے گی لہٰذا میں لوگوں کو جنت

میں داخل کروں گا۔ پھر میں دوسری بار لوٹوں گا اور اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدے میں گر جاؤں گا، اللہ تعالیٰ جتنی دیر تک چاہے گا مجھے اسی حالت میں رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا: محمد! اٹھو، کہو، سنا جائے گا، مانگو، عطا کیا جائے گا، شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی حمد ان کلماتِ حمد سے کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں انہیں جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں تیسری بار لوٹوں گا تو اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا اسی حالت پر مجھے برقرار رکھے گا، پھر کہا جائے گا: اٹھو محمد! آپ کہیے سنا جائے گا، سوال کیجئے عطا کیا جائے گا، شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی تو میں اپنے رب کی ان کلماتِ حمد سے تعریف کروں گا جو وہ مجھے سکھائے گا، پھر میں حد کے اندر رہتے ہوئے شفاعت کروں گا۔ میں انہیں جنت میں داخل کروں گا پھر میں لوٹ کر عرض کروں گا: اے رب! اب جہنم میں کوئی باقی نہیں رہا سوائے ان کے جنہیں قرآن نے روک دیا ہے اور انہیں ہمیشہ ہی وہاں رہنا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جہنم سے وہ نکلے گا جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کا اقرار کیا ہو گا اور اس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی خیر ہو گی، پھر جہنم سے وہ بھی نکلے گا جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کہا ہو گا اور اس کے دل میں گیہوں کے برابر بھی خیر ہو گی، پھر جہنم سے وہ بھی نکلے گا جس نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ کا اقرار کیا ہو گا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہو گی۔‘‘

۲۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی تمام اُمت کو دوزخ سے نکال کر بارگاہِ الٰہی میں عرض گزار ہوں گے:

يَا رَبِّ! مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ. وَوَجَبَ عَلَيْهِ

الْخُلُوْدُ.(۱)

''اے رب! اب دوزخ میں صرف وہی (کفار و مشرکین) رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک لیا ہے اور اُن پر دوزخ میں رہنا لازم کر دیا گیا ہے۔''

۳۔ ایک اور روایت میں ہے کہ داروغہ جہنم حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کرے گا:

وَآتِي مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ فَيَقُوْلُ: يَا مُحَمَّدُ! مَا تَرَكْتَ لِلنَّارِ لِغَضَبِ رَبِّکَ فِيْ أُمَّتِکَ مِنْ بَقِيَّةٍ.(۲)

''جہنم کا داروغہ عرض کرے گا: اے محمد (صلى الله عليك وسلم)! آپ نے اپنی تمام اُمت کو جہنم کی آگ اور عذابِ الٰہی سے بچا لیا ہے۔''

حضور نبی اکرم ﷺ کو روزِ قیامت شفاعت کی قبولیت کا یہ وسیع اختیار عطا کرنا آپ ﷺ کی رضا کے لئے ہوگا، کیونکہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰىO(۳)

''اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گےo''

گویا قیامت کے دن جو قانون لاگو ہوگا وہ عطائے خدا مبنی بر رضائے مصطفیٰ ﷺ ہوگا۔

---

(۱) بخاري، الصحيح، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ: لما خلقت بيدي، ۶: ۲۶۹۶، رقم: ۶۹۷۵

(۲) ۱۔ حاکم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰

۲۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۷

۳۔ طبرانی، المعجم الكبير، ۱۰: ۳۱۷، رقم: ۱۰۷۷۱

۴۔ منذری، الترغيب والترهيب، ۴: ۲۴۱، رقم: ۵۵۱۵

(۳) الضحى، ۹۳: ۵

(۲) بلا حساب و کتاب لوگوں کو جنت میں داخل فرمانا

قاضی عیاض مالکیؒ نے شفاعت کا دوسرا مقام ''حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنی اُمت کے لوگوں کو بلا حساب و کتاب جنت میں داخل فرمانا'' بیان کیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ روزِ قیامت اپنی اُمت کے ایک عظیم گروہ کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل فرمائیں گے۔ یہ آپ ﷺ کی اُمت کے اولیاء، صلحاء اور صوفیاء کا گروہ ہوگا۔ اس سے یہ تصور بھی غلط ہوگیا کہ قیامت کے روز ہر ایک کا حساب ہوگا۔ قیامت امتحان کا دن ہے لیکن ہر ایک کا امتحان نہیں ہوگا۔ جنہوں نے دنیاوی زندگی میں اس امتحان کی تیاری نہیں کی، امتحان اُنہی کا ہوگا۔ وہاں کچھ صاحبانِ امتنان بھی ہوں گے جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے احسانات ہوں گے اور وہ شکر ادا کرتے ہوئے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اُن کا امتحان اس لئے بھی نہیں ہوگا کہ ان کی کارکردگی پہلے ہی دیکھ لی گئی ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنی ساری زندگی امتحان میں گزاری۔ اُن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خدا کے حضور امتحان کا تھا۔ وہ اُس کی نظروں سے اُوجھل ہی نہیں ہوئے، اِن کا ہر ہر لمحہ حضوری کا تھا......، وہ ہر دم اس کی بارگاہ میں حاضر رہے......، شب و روز کی ایک ایک گھڑی ان کا امتحان تھا......، ہر شب بستر پر لیٹنے سے پہلے اُن کا امتحان تھا۔ اِنہیں کامیاب دُنیاوی زندگی بسر کرنے پر اب دوبارہ کسی امتحان کے مرحلہ سے نہیں گزارا جائے گا بلکہ اب تو وہ خود صاحبانِ شفاعت ہوں گے کہ اُنہوں نے خود کئی لوگوں کو بخشوانا ہے۔ یہ بات احادیثِ مبارکہ میں ہے اور احادیث کی درجنوں کتب اس بات کی تصدیق کرتی ہیں۔ روایات میں اِس گروہ کے افراد کی تعداد ستر ہزار آئی ہے۔ احادیث میں یہ بھی ہے کہ ان میں سے ہر ہزار شخص اپنے ساتھ ستر ہزار افراد کو جنت میں لے کر جائے گا۔ ایک حدیث میں اِن افراد کا عدد سات لاکھ بھی آیا ہے۔

۱۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ، شَكَّ فِيْ أَحَدِهِمَا، مُتَمَاسِكِيْنَ

آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ، حَتَّى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمُ الْجَنَّةَ، وَوُجُوهُهُمْ عَلَى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.[۱]

’’حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اُمت کے ستر ہزار یا سات لاکھ افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، (راوی کو دونوں میں سے ایک کا شک ہے) یہ ایک دوسرے کو تھامے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ ان کا پہلا اور آخری شخص جنت میں داخل ہو جائے گا۔ اور ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔‘‘

۲۔ امام ترمذیؒ نے اس روایت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا، لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ، مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا وَثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِهِ.[۲]

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب، ۵: ۲۳۹۶، رقم: ۶۱۷۷
۲۔ بخاري، الصحيح، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، ۳: ۱۱۸۶، رقم: ۳۰۷۵،
۳۔ بخاري، الصحيح، كتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ۵: ۲۳۹۹، رقم: ۶۱۸۷
۴۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ۱: ۱۹۸، رقم: ۲۱۹
۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۳۵، رقم: ۲۲۸۳۹

(۲) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع، باب في ــــ

’’حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمت سے ستر ہزار افراد کو بغیر حساب و عذاب کے جنت میں داخل فرمائے گا۔ ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ۷۰ ہزار کو داخل کرے گا نیز اللہ تعالیٰ اپنی مٹھیوں میں سے تین مٹھّیاں (جہنمیوں سے بھر کر) بھی جنت میں ڈالے گا۔‘‘

اِس سے یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ یہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اس کا حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت سے کیا تعلق ہے؟ اس کا جواب حضور نبی اکرم ﷺ کی اس حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے:

۳۔ فَيَقُوْلُوْنَ: يَا مُحَمَّدُ! أَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ وَخَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ غَفَرَ اللهُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَأَخَّرَ. إِشْفَعْ لَنَا إِلٰی رَبِّکَ، أَلَا تَرٰی إِلٰی مَا نَحْنُ فِيْهِ؟ فَأَنْطَلِقُ، فَآتِي تَحْتَ الْعَرْشِ، فَأَقَعُ سَاجِدًا لِرَبِّي، ثُمَّ يَفْتَحُ اللهُ عَلَيَّ مِنْ مَحَامِدِهِ وَحُسْنِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ شَيْئًا لَمْ يَفْتَحْهُ عَلٰی أَحَدٍ قَبْلِي. ثُمَّ يُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! إِرْفَعْ رَأْسَکَ، سَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُوْلُ: أُمَّتِي يَا رَبِّ! أُمَّتِي يَا رَبِّ! أُمَّتِي يَا رَبِّ! فَيُقَالُ: يَا مُحَمَّدُ! أَدْخِلْ مِنْ أُمَّتِکَ مَنْ لَا حِسَابَ

.... الشفاعة، ۴: ۶۲۶، رقم: ۲۴۳۷

۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الزهد، باب صفة محمد ﷺ، ۲: ۱۴۳۳، رقم: ۴۲۸۶

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۶۸، رقم: ۲۲۳۰۳،

۴۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۶: ۳۱۵، رقم: ۳۱۷۱۴،

۵۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۱: ۲۶۰، ۲۶۱، رقم: ۵۸۸، ۵۸۹

عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ.(۱)

’’سب لوگ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کریں گے: اے محمد! آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب سے آخری پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے آپ کی اُمت کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں، آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کیجئے۔ کیا آپ ملاحظہ نہیں فرما رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں؟ (حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ) میں آگے بڑھوں گا اور عرش تلے پہنچ کر اپنے رب ﷯ کے حضور سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور حسنِ تعریف کے ایسے دروازے کھولے گا کہ مجھ سے پہلے کسی اور پر اُس نے نہیں کھولے تھے۔ پھر کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھایئے، سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا: اے میرے رب! میری اُمت، اے میرے رب! میری اُمت، اے میرے رب! میری اُمت، کہا جائے گا: اے محمد! اپنی اُمت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب و کتاب نہیں ہے جنت کے دائیں دروازے سے جنت میں داخل کیجئے۔‘‘

گویا ہیں تو وہ بغیر حساب و کتاب جنت کے حقدار، لیکن جنت میں داخلے کی اجازت حضور نبی اکرم ﷺ کے توسل اور شفاعت سے ہی ملے گی۔

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب التفسير، باب ذرية من حملنا مع نوح إنّه كان عبدا شكورا، ۴: ۱۷۴۵-۱۷۴۷، رقم: ۴۴۳۵

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، ۱: ۱۸۴، رقم: ۱۹۴

۳۔ ترمذي، السنن، كتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في الشفاعة، ۴: ۲۲۸-۲۳۰، رقم: ۲۴۳۴

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۳۵، رقم: ۹۶۲۳

درج ذیل احادیث سے یہ بات مزید پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نہ صرف اِن افراد کو جنت میں داخل فرمائیں گے بلکہ آپ ﷺ کو اِن افراد کی تعداد میں اضافہ کا اختیار بھی حاصل ہوگا۔

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا، تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! اُدْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ قَالَ: أَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ، ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! اُدْعُ اللهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ؟ فَقَالَ: سَبَقَکَ بِهَا عُكَّاشَةُ.(۱)

’’میری اُمت کے ستر ہزار افراد کا گروہ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگا جن کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اپنی اُون کی چادر کو اُٹھاتے ہوئے کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الرقاق، باب يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب، ۵: ۲۳۹۶، رقم: ۶۱۷۶،
۲۔ بخاري، الصحيح، كتاب اللباس، باب البرود والحبرة والشملة، ۵: ۲۱۸۹، رقم: ۵۴۷۴
۳۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب الدليل على دخول طوائف من المسلمين الجنة بغير حساب ولا عذاب، ۱: ۱۹۷، رقم: ۲۱۶
۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۰۰، رقم: ۹۲۰۲
۵۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۹۲، رقم: ۹۷۰

وہ مجھے ان میں شامل فرما لے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! تو اس کو ان میں شامل فرما لے، پھر ایک انصاری صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں شامل کر لے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: عکاشہ تجھ پر سبقت لے گیا ہے۔‘‘

۵۔ ایک اور روایت میں ہے:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أُعْطِيتُ سَبْعِيْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَ قُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَاسْتَزَدْتُ رَبِّي عزوجل، فَزَادَنِي مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعِيْنَ أَلْفًا. قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَرَأَيْتُ أَنَّ ذَالِکَ آتٍ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى وَمُصِيْبٌ مِنْ حَافَّاتِ الْبَوَادِي.(۱)

’’حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے ستر ہزار افراد ایسے عطا کیے گئے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کے دل ایک شخص کے دل کے مطابق ہوں گے۔ پس میں نے اپنے رب عزوجل سے زیادہ چاہا تو اس نے ہر ہزار کے ساتھ مزید ۷۰ ہزار کا میرے لئے اضافہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ بے شک یہ (مقام) دیہات کے رہنے والوں کو حاصل ہو گا اور ننگے پاؤں چلنے والے صحرائی باشندوں کو پہنچے گا۔‘‘

اِس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت سے ستر

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۶، رقم: ۲۲
۲۔ أبو يعلى، المسند، ۱: ۱۰۴، رقم: ۱۱۲
۳۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۱: ۳۹۳

ہزار افراد میں سے ہر ایک فرد کے ساتھ مزید ستر ہزار افراد بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

(۳) عذاب کے مستحق اُمتیوں کو جنت میں داخل فرمانا

قاضی عیاضؒ کی بیان کردہ شفاعت کی تیسری قسم حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنی اُمت کے اُن افراد کو بھی اپنی شفاعت سے جنت میں داخل فرمانا ہے جن کے گناہوں کے باعث ان پر دوزخ میں ڈالا جانا لازم ہو چکا ہو گا۔ اُن پر دوزخ کے واجب ہو جانے کا اعلان ہو چکا ہو گا لیکن ابھی دوزخ میں داخل نہیں کیے گئے ہوں گے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنی شفاعت سے ان کو بخشوا لیں گے۔ لہٰذا ان کو دوزخ میں ڈالے جانے کا فیصلہ منسوخ کر دیا جائے گا اور اُنہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

۱۔ حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث اس تصور کو واضح کرتی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: إِنِّي لَأَوَّلُ النَّاسِ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْ جُمْجُمَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأُعْطَى لِوَاءَ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ. وَإِنِّي آتِي بَابَ الْجَنَّةِ، فَآخُذُ بِحَلْقَتِهَا، فَيَقُوْلُوْنَ: مَنْ هٰذَا؟ فَأَقُوْلُ: أَنَا مُحَمَّدٌ. فَيَفْتَحُوْنَ لِي، فَأَدْخُلُ، فَإِذَا الْجَبَّارُ مُسْتَقْبِلِي، فَأَسْجُدُ لَهُ، فَيَقُوْلُ: ارْفَعْ رَأْسَکَ يَا مُحَمَّدُ! وَتَکَلَّمْ يُسْمَعْ مِنْکَ، وَقُلْ يُقْبَلْ مِنْکَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأَقُوْلُ: أُمَّتِي، أُمَّتِي، يَا رَبِّ! فَيَقُوْلُ: اذْهَبْ إِلَى أُمَّتِکَ فَمَنْ وَجَدْتَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ شَعِيْرٍ مِنَ الْإِيْمَانِ، فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ. فَأُقْبِلُ، فَمَنْ وَجَدْتُ فِي قَلْبِهِ ذٰلِکَ، فَأُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ. فَإِذَا

الْجَبَّارُ مُسْتَقْبِلِي، فَأَسْجُدُ لَهُ، فَيَقُوْلُ: ارْفَعْ رأْسَکَ يَا مُحَمَّدُ! وَتکَلَّمْ يُسْمَعْ مِنکَ، وَقُلْ يُقْبَلْ مِنکَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ. فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُوْلُ: أُمَّتِي، أُمَّتِي، أَیْ رَبِّ! فَيَقُوْلُ: اذْهَبْ إِلَی أُمَّتِکَ، فَمَنْ وَجَدْتَ فِی قَلْبِهِ نِصْفَ حَبَّةٍ مِنْ شَعِيْرٍ مِنَ الْإِيْمَانِ، فَأَدْخِلْهُمُ الْجَنَّةَ. فَأَذْهَبُ فَمَنْ وَجَدْتُ فِی قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذٰلِکَ أُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ. فَإِذَا الْجَبَّارُ مُسْتَقْبِلِي، فَأَسْجُدُ لَهُ، فَيَقُوْلُ: ارْفَعْ رأْسَکَ يَا مُحَمَّدُ! وَتکَلَّمْ يُسْمَعْ مِنکَ، وَقُلْ يُقْبَلْ مِنکَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِي، فَأَقُوْلُ: أُمَّتِي، أُمَّتِي، فَيَقُوْلُ: اِذْهَبْ إِلَی أُمَّتِکَ، فَمَنْ وَجَدْتَ فِی قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنَ الْإِيْمَانِ، فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، فَأَذْهَبُ فَمَنْ وَجَدْتُ فِی قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذٰلِکَ أَدْخَلْتُهُمُ الْجَنَّةَ.

وَفَرَغَ اللهُ مِنْ حِسَابِ النَّاسِ، وَأُدْخِلَ مَنْ بَقِیَ مِنْ أُمَّتِی النَّارَ مَعَ أَهْلِ النَّارِ، فَيَقُوْلُ أَهْلُ النَّارِ: مَا أَغْنٰی عَنْکُمْ أَنَّکُمْ کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ اللهَ لَا تُشْرِکُوْنَ بِهِ شَيْئًا؟ فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ: فَبِعِزَّتِي لَأُعْتِقَنَّهُمْ مِنَ النَّارِ. فَيُرْسِلُ إِلَيْهِمْ، فَيَخْرُجُوْنَ وَقَدِ امْتَحَشُوْا، فَيَدْخُلُوْنَ فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُوْنَ فِيْهِ کَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِي غُثَاءِ السَّيْلِ، وَيُکْتَبُ بَيْنَ أَعْيُنِهِمْ: هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللهِ ﷻ، فَيُذْهَبُ بِهِمْ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ لَهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ: هٰؤُلَاءِ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ. فَيَقُوْلُ الْجَبَّارُ: بَلْ هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ الْجَبَّارِ ﷻ.(۱)

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۴۴، رقم: ۱۲۴۶۹

۲۔ دارمي، السنن، المقدمة، باب ما أعطي النبي ﷺ من الفضل، ۱: ۴۱، رقم: ۵۲

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک قیامت کے دن جملہ مخلوقات میں سب سے پہلے میرے جسمِ اطہر سے زمین ہٹائی جائے گی اور میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا، حمد کا جھنڈا مجھے تھما دیا جائے گا اور میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا، قیامت کے دن میں تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جو سب سے پہلے جنت میں جائے گا اور میں یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا۔ بے شک میں جنت کے دروازے کے پاس آ کر اس کی کنڈی پکڑ لوں گا تو فرشتے (اندر سے) پوچھیں گے: کون؟ میں کہوں گا: میں محمد (ﷺ) ہوں۔ وہ میرے لئے دروازہ کھولیں گے تو میں اندر داخل ہوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ میرا استقبال فرمائے گا تو میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھایئے اور گفتگو کیجئے۔ آپ کی بات سنی جائے گی، کہیے آپ کی بات قبول کی جائے گی اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا: اے میرے رب! میری اُمت، میری اُمت۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی اُمت کے پاس جایئے اور جس کے دل میں جو کے دانہ کے برابر ایمان پائیں اس کو جنت میں داخل فرما دیجئے۔ میں آؤں گا اور جس کے دل میں اتنا ایمان پاؤں گا تو اس کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر اچانک دیکھوں گا کہ اللہ تعالیٰ میرے سامنے جلوہ افروز ہے تو میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھایئے اور گفتگو کیجئے۔ آپ کی بات سنی جائے گی، کہیے آپ کی

.... ۳۔ مقدسي، الأحاديث المختارة، ۶: ۲۲۳، رقم: ۲۳۴۵

۴۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۴۶، رقم: ۸۷۷

۵۔ مروزي، تعظيم قدر الصلاة، ۱: ۲۷۶، رقم: ۲۶۸

بات قبول کی جائے گی اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا: اے میرے رب! میری اُمت، میری اُمت۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی اُمت کے پاس چلے جائیے اور جس کے دل میں آدھے جو کے دانہ کے برابر ایمان پائیں اس کو جنت میں داخل کیجئے۔ پس میں جاؤں گا اور جس کے دل میں اتنی مقدار میں ایمان پاؤں گا ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر اچانک دیکھوں گا کہ اللہ رب العزت میرے سامنے جلوہ افروز ہیں تو میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا، پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھایئے اور گفتگو کیجئے۔ آپ کی بات سنی جائے گی، کہیے آپ کی بات مانی جائے گی اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں اپنا سر اٹھا کر عرض کروں گا: اے رب! میری اُمت، میری اُمت۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اپنی اُمت کے پاس چلے جائیے اور جس کے دل میں رائی کے دانہ برابر ایمان موجود ہو اس کو جنت میں داخل کیجئے، پس میں جاؤں گا اور جن کے دل میں ایمان کی اتنی مقدار پاؤں گا ان کو جنت میں داخل کروں گا۔

’’اللہ تعالیٰ لوگوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا اور میری امت میں سے باقی جو لوگ بچ جائیں گے وہ اہلِ نار کے ساتھ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ پس دوزخ والے لوگ ان کو طعنہ دیں گے: تمہیں اس چیز نے کوئی فائدہ نہیں دیا کہ تم اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے؟ اس پر اللہ رب العزت فرمائے گا: مجھے اپنی عزت کی قسم! میں ان کو ضرور جہنم کی آگ سے نجات دوں گا۔ پس ان کی طرف فرشتہ بھیجے گا تو وہ اس حال میں اس سے نکلیں گے کہ بری طرح جُھلس گئے ہوں گے، پھر وہ نہرِ حیات میں داخل ہوں گے تو اس میں سے اس طرح نکلیں گے جس طرح پانی

کے کنارے دانہ اُگتا ہے۔ ان کے ماتھے کے درمیان لکھ دیا جائے گا یہ ’’عُتَقَاءُ اللّٰہ‘‘ (اللہ کے آزاد کردہ) ہیں۔ وہ فرشتہ ان کو لے جائے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔ اہلِ جنت انہیں کہیں گے: یہ لوگ جہنمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ ’’عُتَقَاءُ الجبّار‘‘ (اللہ تعالیٰ جبّار کے آزاد کردہ) ہیں۔‘‘

۲۔ درج ذیل حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا:

فَمَا أَزَالُ أَشْفَعُ حَتَّى أُعْطَى صِكَاكًا بِرِجَالٍ قَدْ بُعِثَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَآتِي مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ فَيَقُوْلُ: يَا مُحَمَّدُ! مَا تَرَكْتَ لِلنَّارِ لِغَضَبِ رَبِّکَ فِیْ أُمَّتِکَ مِنْ بَقِيَّةٍ.(۱)

’’میں مسلسل شفاعت کرتا رہوں گا یہاں تک کہ میں (اپنی اُمت کے) ان افراد (کی رہائی) کا پروانہ بھی حاصل کر لوں گا جنہیں دوزخ میں بھیجے جانے کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔ جہنم کا داروغہ عرض کرے گا: یا محمد (صلی اللہ علیك وسلم)! آپ نے اپنی تمام اُمت کو جہنم کی آگ اور عذابِ الٰہی سے بچا لیا ہے۔‘‘

(۴) اُمتیوں کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمانا

حضور نبی اکرم ﷺ کی کرم نوازی کی حد یہ ہوگی کہ روزِ قیامت آپ ﷺ اپنی اُمت کے اُن گناہگاروں کو، جو اپنے گناہوں کے باعث دوزخ میں ڈالے جا چکے ہوں گے، دوزخ سے نکال نکال کر جنت میں داخل فرمائیں گے۔ قاضی عیاضؒ نے اِس کو آپ ﷺ کی شفاعت کی چوتھی قسم قرار دیا ہے۔

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۷
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۳۱۷، رقم: ۱۰۷۷۱

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَيَخْرُجَنَّ قَوْمٌ مِنْ أُمَّتِي مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَتِي، يُسَمَّوْنَ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ.(۱)

’’حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں سے ایک قوم ضرور میری شفاعت کے سبب جہنم سے نکلے گی، پس انہیں جہنمی کہہ کر پکارا جائے گا۔‘‘

۲۔ امام اعظم ابو حنیفہؒ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ بعد میں اپنے فضل سے اُن سے یہ ’’جھنمیّون‘‘ کا ٹائٹل بھی ختم فرما دے گا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: يَدْخُلُ قَوْمٌ مِنَ أَهْلِ الإِيْمَانِ بِذُنُوْبِهِمُ النَّارَ، فَيَقُوْلُ لَهُمُ الْمُشْرِكُوْنَ: مَا أَغْنَى عَنْكُمْ إِيْمَانُكُمْ وَ نَحْنُ وَ أَنْتُمْ فِيْ دَارٍ وَاحِدَةٍ مُعَذَّبُوْنَ، فَيَغْضَبُ اللهُ لَهُمْ، فَيَأْمُرُ مَالِكًا فَلَا يَدَعُ فِي النَّارِ أَحَدًا يَقُوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ، فَيُخْرَجُوْنَ وَقَدِ احْتَرَقُوْا حَتَّى صَارُوْا كَالْحُمَّةِ السَّوْدَاءِ إِلَّا وُجُوْهَهُمْ، وَ أَنَّهُ لَا تَزْرَقُ أَعْيُنُهُمْ فَيُؤْتَى بِهِمْ نَهَرَ الْحَيَوَانِ، فَيَغْتَسِلُوْنَ فِيْهِ، فَيُذْهَبُ عَنْهُمْ كُلُّ قَتَرَةٍ وَأَذًى ثُمَّ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ. فَتَقُوْلُ لَهُمُ الْمَلَائِكَةُ: طِبْتُمْ

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب صفة جهنم عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء أن للنار نفسين و ما ذكر من يخرج من النار من أهل التوحيد، ۴: ۷۱۵، رقم: ۲۶۰۰

۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الشفاعة، ۲: ۱۴۴۳، رقم: ۴۳۱۵

۳۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۸: ۱۳۷، رقم: ۲۸۷

۴۔ عسقلاني، فتح الباري بشرح صحيح البخاري، ۱۱: ۴۲۹

فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ، فَيُدْعَوْنَ الْجَهَنَّمِيُّوْنَ، ثُمَّ يَدْعُوْنَ اللهَ تَعَالٰى فَيُذْهِبُ عَنْهُمْ ذٰلِکَ الإِسْمَ فَلَا يُدْعَوْنَ بِهِ أَبَدًا، فَإِذَا خَرَجُوْا مِنَ النَّارِ قَالَ الْکُفَّارُ: يَا لَيْتَنَا کُنَّا مُسْلِمِيْنَ، فَذٰلِکَ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ [الحجر، ١٥: ٢].[1]

’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اہلِ ایمان میں سے ایک قوم اپنے گناہوں کے باعث جہنم میں داخل ہوگی تو مشرکین ان سے کہیں گے: تمہیں تمہارے ایمان نے کوئی فائدہ نہیں دیا کہ ہمیں اور تمہیں ایک ہی جگہ عذاب دیا جا رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان پر غضب فرمائے گا اور داروغہ جہنم کو حکم دے گا کہ دوزخ میں ایسے کسی شخص کو نہ چھوڑے جس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہا ہو۔ پس انہیں اس حال میں جہنم سے نکالا جائے گا کہ چہرے کے سوا (ان کے پورے جسم) جل کر سیاہ کوئلہ کی مانند ہو چکے ہوں گے اور ان کی آنکھوں میں نیلگوں نہیں ہوگا، پس انہیں نہرِ حیات پر لایا جائے گا تو وہ اس میں نہائیں گے، سو ہر قسم کی آزمائش اور تکلیف ان سے دور کر دی جائے گی پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پس فرشتے ان سے کہیں گے: تمہیں مبارک ہو، تم اس جنت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ، پس انہیں (جنت میں) جہنمی کہہ کر بلایا جائے گا، پھر (کچھ عرصہ بعد) وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے تو وہ ان سے اس نام کو ختم فرما دے گا سو انہیں اس نام سے کبھی بھی نہیں بلایا جائے گا۔ پس جب وہ آگ سے نکلیں گے تو کافر کہیں گے: کاش ہم مسلمان ہوتے! اسی کے بارے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿کفار (آخرت میں مومنوں پر اللہ کی رحمت کے مناظر دیکھ کر) بار بار آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے﴾۔‘‘

(١) خوارزمي، جامع المسانيد للإمام أبي حنيفة، ١: ١٥٦

۳۔ امام اعظمؒ کی روایت کردہ اس حدیث میں بھی گناہگار مومنین کا حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کے سبب دوزخ سے نکل کر جنت میں داخل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: يُخْرِجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ مِنْ أَهْلِ الإِيْمَانِ بِشَفَاعَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ، قَالَ يَزِيْدُ: فَقُلْتُ إِنَّ اللهَ يَقُوْلُ: وَمَا هُمْ بِخَارِجِيْنَ مِنَ النَّارِ، قَالَ جَابِرٌ: إِقْرَأْ مَا قَبْلَهَا، ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾[۱]، إِنَّمَا هِيَ فِي الْكُفَّارِ.[۲]

’’حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہلِ ایمان میں ایک قوم کو حضرت محمد ﷺ کی شفاعت کے ذریعے دوزخ سے نکالا جائے گا، یزید الفقیر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: بے شک اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: اور وہ آگ سے نہیں نکل سکیں گے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس آیت سے پہلی آیت کو (بھی) پڑھ، جس میں ہے: ﴿بے شک جو لوگ کفر کے مرتکب ہو رہے ہیں﴾ یہ آیت صرف کفار کے بارے میں ہے (کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ان کے لیے کوئی شفاعت کرنے والا نہ ہوگا)۔‘‘

۴۔ ایک اور مقام پر حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے اُمتیوں کو دوزخ سے نکالنے کا ذکر یوں فرمایا:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي طَوِيْلِ الْحَدِيْثِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: إِنِّي آتِي

(۱) المائدة، ۵: ۳۶

(۲) ۱۔ أبونعيم أصبهاني، مسند الإمام أبي حنيفة، ۱: ۲۶۰

۲۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۲: ۵۵

۳۔ آلوسي، روح المعاني، ۶: ۱۳۱

جَهَنَّمَ فَأَضْرِبُ بَابَهَا فَيُفْتَحُ لِيْ فَأَدْخُلُ فَأَحْمَدُ اللهَ مَحَامِدَ مَا حَمِدَهُ أَحَدٌ قَبْلِي مِثْلَهُ، وَلَا يَحْمَدُهُ أَحَدٌ بَعْدِيْ. ثُمَّ أُخْرِجُ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُخْلِصًا، فَيَقُوْمُ إِلَيَّ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَيَنْتَسِبُوْنَ لِي فَأَعْرِفُ نَسَبَهُمْ وَلَا أَعْرِفُ وُجُوْهَهُمْ، وَأَتْرُكُهُمْ فِي النَّارِ.(۱)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک میں دوزخ کے پاس آ کر اس کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا تو میرے لیے اسے کھول دیا جائے گا۔ پس میں اس میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد کروں گا جو مجھ سے پہلے کسی نے کبھی نہیں کی ہوگی اور نہ میرے بعد ایسی کوئی اس کی حمد کرے گا۔ پھر میں اخلاص سے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ کہنے والوں کو دوزخ سے نکالوں گا۔ پس قریش کے چند لوگ میرے پاس آ کر مجھے اپنا نسب بتائیں گے تو میں ان کے نسب پہچان لوں گا لیکن ان کے چہرے نہ پہچانوں گا لہٰذا انہیں جہنم میں چھوڑ دوں گا۔‘‘

نیز اس حدیثِ مبارکہ میں گناہگار مومنین کے لئے شفاعت کا اثبات اور منافقین و مشرکین کے لئے شفاعت کی نفی کی گئی ہے۔

(۵) جنت میں درجات کی بلندی کے لئے شفاعت

حضور نبی اکرم ﷺ جنت میں اپنے اُمتیوں کے درجات کی بلندی کے لئے بھی شفاعت فرمائیں گے اور آپ ﷺ کی شفاعت سے جنت میں ادنیٰ درجے کے مستحق اعلیٰ درجات پر فائز کر دیئے جائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت قیامت کے ختم ہو جانے کے ساتھ ختم نہیں ہو گی بلکہ آپ ﷺ کی شفاعت جنت میں بھی جاری رہے گی۔ ہر ایک جنتی کو اس کے اعمال کے مطابق درجات عطا کر

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۴: ۵۰۳، رقم: ۳۸۵۷

۲۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۷۹

دیئے جائیں گے۔ جنت کے مختلف درجات ہوں گے جو جس درجے کا مستحق ہو گا اُس درجہ میں اسے داخل کر دیا جائے گا۔ یہ تو عدل ہو گا لیکن پھر حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت سے ان کے درجات بدل دیئے جائیں گے۔

جنت کے درجات

۱۔ جنت کے مختلف درجات کا ثبوت حضور نبی اکرم ﷺ کی اس حدیثِ مبارکہ سے ملتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أُمَّ حَارِثَةَ أَتَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ وَقَدْ هَلَكَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ غَرْبُ سَهْمٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ قَدْ عَلِمْتَ مَوْقِعَ حَارِثَةَ مِنْ قَلْبِي فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ لَمْ أَبْكِ عَلَيْهِ وَإِلَّا سَوْفَ تَرَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ لَهَا: هَبِلْتِ أَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيرَةٌ وَإِنَّهُ فِي الْفِرْدَوْسِ الْأَعْلَى.(۱)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حضرت اُم حارثہ رضي الله عنها حاضر ہوئیں جبکہ غزوہ بدر میں ایک تیر لگنے سے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تھے۔ عرض گزار ہوئیں: یا رسول اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ حارثہ کے ساتھ میرے دل کو کتنا لگاؤ ہے، لہٰذا اگر وہ جنت میں ہے تو میں اس پر نہیں رووں گی ورنہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ میں کرتی کیا ہوں۔ آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا: کیا تم پاگل ہوگئی ہو؟ کیا کوئی ایک ہی

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الرقاق، باب صفة الجنّة والنار، ۵: ۲۴۰۱، رقم: ۶۱۹۹

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۶۴، رقم: ۱۳۸۱۳

۳۔ أبو يعلى، المسند، ۶: ۳۸۵، رقم: ۳۷۳۰

۴۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۴: ۲۰۳، رقم: ۱۹۳۲۰

جنت؟ وہاں تو بہت سی جنتیں ہیں اور تیرا بیٹا حارثہ فردوسِ اعلیٰ میں ہے۔‘‘

امام بخاریؒ کی روایت کے الفاظ میں تو حضرت اُم حارثہ رضي اللہ عنہا کے اس واقعہ کا یہیں تک ذکر ہے، مگر امام بیہقیؒ نے ایک اور طریق سے جو روایت بیان کی ہے اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے اور ان الفاظ کو امام بدر الدین عینی نے ’’عمدة القاری في شرح صحیح البخاری‘‘ میں بھی بیان کیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

۲۔ قَالَ: فَانْصَرَفَتْ وَهِيَ تَضْحَکُ وَتَقُوْلُ: بَخٍ بَخٍ لَکَ يَا حَارِثَةُ.(۱)

’’راوی بیان کرتے ہیں: حضرت اُم حارثہ رضي اللہ عنہا وہاں سے اس حال میں روانہ ہوئیں کہ وہ ہنستی جاتی تھیں اور (حالتِ وجد میں) کہتی جاتی تھیں: واہ حارثہ واہ، واہ حارثہ واہ۔‘‘

اس سے واضح ہوا کہ جنت کے کئی درجات ہوں گے۔ جنت میں مختلف لوگوں کو مختلف درجات عطا کیے جائیں گے۔ کسی کو محلات عطا کیے جائیں گے، کسی کو بڑے بڑے باغات عطا کیے جائیں گے اور وہاں کے محلات اور باغات اس دنیا سے دس دس گنا بڑے ہوں گے۔ حتی کہ جنت میں جو آخری شخص داخل ہوگا اور دوزخ سے جو آخری شخص نکلے گا اس کا ذکر بھی احادیثِ مبارکہ میں آیا ہے۔ اس کو جنت کا جو آخری درجہ عطا کیا جائے گا وہ اس پوری دنیا سے دس گنا بڑا ہوگا۔

۳۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ رضي الله عنه قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا فَيَقُولُ اللهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَيَأْتِيهَا

---

(۱) ۱۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۷: ۳۶۳، رقم: ۱۰۵۹۰

۲۔ عيني، عمدة القاري في شرح صحيح البخاري، ۱۴: ۱۰۷

فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِنَّ لَکَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ إِنَّ لَکَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ: تَسْخَرُ مِنِّي أَوْ تَضْحَکُ مِنِّي وَأَنْتَ الْمَلِکُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ ضَحِکَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَکَانَ يَقُولُ ذَاکَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً.(۱)

’’حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ سب سے آخر میں جہنم سے کون نکالا جائے گا یا سب سے آخر میں کون جنت میں داخل کیا جائے گا۔ یہ آدمی جہنم سے اُوندھے منہ نکالا جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا: جا جنت میں چلا جا۔ وہ جائے گا اور جنت میں جھانک کر دیکھے گا تو اسے گمان گزرے گا کہ یہ تو بھری ہوئی ہے، چنانچہ وہ واپس لوٹ کر عرض گزار ہو گا: اے رب! وہ تو بھری ہوئی ہے۔ پس اس سے فرمایا جائے گا: جا جنت میں چلا جا۔ وہ دوبارہ جائے گا اور جنت میں جھانک کر دیکھے گا تو اسے پھر گمان گزرے گا کہ یہ تو بھری ہوئی ہے، پس وہ پھر واپس لوٹ کر عرض کرے گا: اے رب! میں نے تو وہ بھری ہوئی پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پھر فرمائے گا: جا اور جنت میں داخل ہو جا۔

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، کتاب الرقاق، باب صفة الجنّة والنّار، ۵: ۲۴۰۲، رقم: ۶۲۰۲

۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب الإيمان، باب آخر أهل النّار خروجا، ۱: ۱۷۳، رقم: ۱۸۶

۳۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الزهد، باب صفة الجنّة، ۲: ۱۴۵۲، رقم: ۴۳۳۹

۴۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۶: ۵۱۷، رقم: ۷۴۷۵

۵۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۴۶۰، رقم: ۴۳۹۱

جنت میں تیرا حصہ دنیا سے دس گنا بڑا ہے، یا تیرے لیے جنت میں دس دنیاؤں کے برابر جگہ ہے۔ (اس بات پر اسے یقین نہیں آئے گا، وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھے گا اور) وہ اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا: تُو مالکِ حقیقی ہو کر مجھے کیوں سامانِ تمسخر بناتا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: میں نے دیکھا کہ (یہ بات بیان کر کے) حضور نبی اکرم ﷺ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی داڑھیں مبارک بھی نظر آنے لگیں اور آپ ﷺ فرما رہے تھے: یہ تو اہلِ جنت کا سب سے کم درجہ ہے۔‘‘

روزِ قیامت جنت میں ہر ایک کو جب اُس کے استحقاق کے مطابق درجہ عطا کر دیا جائے گا تو پھر حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کا پانچواں درجہ شروع ہو گا۔ یہاں مختلف رفاقتوں، سنگتوں، تعلقات اور روابط کا حیاء ہو گا۔ اِن چیزوں کو سامنے رکھ کر حضور نبی اکرم ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ جس کے نتیجے کے طور پر وہاں کم درجے والوں کو اُوپر والے درجوں میں بھیجا جائے گا۔ یہ درجات کی بلندی حضور نبی اکرم ﷺ، اہلِ بیتِ اطہار، صحابہ کرام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی شفاعت سے ہو گی۔ یہ تمام گروہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنے محبین، اپنے چاہنے والوں کی سفارش لے کر آئیں گے اور حضور نبی اکرم ﷺ ان کو اپنی شفاعت سے کم درجوں سے نکال کر بلند درجات میں داخل فرما دیں گے۔

۴۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَتَرَاءَوْنَ أَهْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِهِمْ كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ الدُّرِّيَّ الْغَابِرَ فِي الْأُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ أَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَيْنَهُمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ! تِلْكَ مَنَازِلُ الْأَنْبِيَاءِ لَا يَبْلُغُهَا غَيْرُهُمْ قَالَ: بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ رِجَالٌ آمَنُوا بِاللهِ وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِينَ.(۱)

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، ۳: ۱۱۸۸، رقم: ۳۰۸۳

’’حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک جنتی لوگ اپنے اُوپر بالا خانے والوں کو ایسے دیکھیں گے جس طرح اُفق میں مشرق یا مغرب کی جانب کسی روشن ستارے کو دیکھتے ہوں، اس فرق کے باعث جو ان کے مقامات کے درمیان ہو گا۔ لوگ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! وہ تو انبیائے کرام کی منزلیں ہیں دوسرے وہاں کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ فرمایا، کیوں نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، وہ لوگ پہنچ سکیں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔‘‘

(۶) خصوصی اعلانات اور وعدوں کا پورا فرمانا

اس مقام پر آپ ﷺ اپنے خصوصی وعدوں اور اعلانات کو پورا فرمائیں گے اور ان لوگوں کی شفاعت فرمائیں گے جن کی شفاعت کا آپ ﷺ نے دنیا میں وعدہ فرمایا ہو گا۔ جیسا کہ درج ذیل احادیث میں ان کا ذکر ہے۔

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِي وَعَدْتَّهُ، حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(۱)

——————

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الجنة صفة نعيمها وأهلها، باب ترائي أهل الجنة أهل الغرف كما يرى الكوكب في السّماء، ۴: ۲۱۷۷، رقم: ۲۸۳۱

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۱: ۴۳۹، رقم: ۲۰۹

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الأذان، باب الدعاء عند النداء، ۱: ۲۲۲، رقم: ۵۸۹

۲۔ ترمذي، السنن، كتاب الصلاة عن رسول الله ﷺ، باب ما يقول ــــ

''جو شخص اذان سن کر یوں دعا مانگے گا: أَللّٰهُمَّ رَبَّ هَذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ ﴿اے اللہ! اس دعوتِ کامل اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد مصطفیٰ ﷺ کو مقام وسیلہ اور سب پر فضیلت مرحمت فرما اور انہیں اس مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔﴾ ایسا کہنے والے کے لئے قیامت کے روز میری شفاعت واجب ہوگی۔''

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَصْبِرُ عَلَى لَأْوَاءِ الْمَدِيْنَةِ وَشِدَّتِهَا أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِي إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَوْ شَهِيْدًا.(۱)

''میرے اُمت میں سے جو کوئی بھی مدینہ طیبہ کی سختی اور شدت پر صبر کرے گا

.......الرجل إذا أذن المؤذن من الدعاء، ۱: ۴۱۳، رقم: ۲۱۱

۳۔ أبو داود، السنن، كتاب الصلاة، باب ما جاء فى الدعاء عند الأذان، ۱: ۱۴۶، رقم: ۵۲۹

۴۔ نسائي، السنن، كتاب الأذان، باب الدعاء عند الأذان، ۲: ۲۷، رقم: ۶۸۰

۵۔ ابن ماجة، السنن، كتاب الأذان، باب ما يقال إذا أذن المؤذن، ۱: ۲۳۹، رقم: ۷۲۲

۶۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۴: ۱۷۴۹ ''وزاد إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، حَلَّتَ لَهُ شَفَاعَتِي۔''

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الحج، باب الترغيب فى سكنى المدينة والصبر على لأوائها، ۲: ۱۰۰۴، رقم: ۱۳۷۸

۲۔ ترمذي، السنن، كتاب المناقب عن رسول الله ﷺ، باب فى فضل المدينة، ۵: ۷۲۲، رقم: ۳۹۲۴

میں قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا یا اُس کے حق میں گواہی دوں گا۔‘‘

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ أَشْفَعُ لَهُ مِنْ أُمَّتِي أَهْلُ بَيْتِي، ثُمَّ الْأَقْرَبُ فَالْأَقْرَبُ مِنْ قُرَيْشٍ، ثُمَّ الْأَنْصَارُ، ثُمَّ مَنْ آمَنَ بِي وَاتَّبَعَنِي مِنَ الْيَمَنِ، ثُمَّ مِنْ سَائِرِ الْعَرَبِ، ثُمَّ الْأَعَاجِمُ، وَأَوَّلُ مَنْ أَشْفَعُ لَهُ أُولُو الْفَضْلِ.(۱)

’’میں قیامت کے روز سب سے پہلے اپنی اُمت میں سے اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا، پھر مرتبہ بمرتبہ قریب ترین قریشی کی، پھر انصار کی، پھر اس کی جو یمن میں سے مجھ پر ایمان لایا اور میری اتباع کی، پھر باقی عرب، پھر تمام عجم کے مؤمنین کی اور میں جس کی سب سے پہلے شفاعت کروں گا وہ اہل فضل ہوں گے۔‘‘

۴۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي.(۲)

------ ۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۹۷، رقم: ۹۱۶۱

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۵۶، رقم: ۳۷۳۹

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۲: ۴۲۱، رقم: ۱۳۵۵۰

۲۔ دیلمي، مسند الفردوس، ۱: ۲۳، رقم: ۲۹

۳۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۸۰

(۲) ۱۔ دار قطني، السنن، ۲: ۲۷۸، رقم: ۱۹۴

۲۔ بيهقي، السنن الكبریٰ، ۵: ۲۴۵، رقم: ۱۰۰۵۳

۳۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۳: ۴۹۰، رقم: ۴۱۵۹

’’جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے حق میں میری شفاعت واجب ہوگئی۔‘‘

۵۔ ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَوَّلُ مَنْ أَشْفَعُ لَهُ مِنْ أُمَّتِي أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ، ثُمَّ أَهْلُ مَكَّةَ، ثُمَّ أَهْلُ الطَّائِفِ.(۱)

’’میں سب سے پہلے اپنی اُمت میں سے اہل مدینہ کی شفاعت کروں گا، پھر اہل مکہ اور پھر اہل طائف کی۔‘‘

۶۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا مِنْ أَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللهُ فَقِيْهًا وَكُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَشَهِيْدًا.(۲)

’’میرا جو اُمتی بھی دین کے متعلق چالیس حدیثیں یاد کرے، اللہ تعالیٰ اُسے فقیہ اُٹھائے گا اور میں قیامت کے دن اُس کی شفاعت کروں گا اور اُس کے حق میں گواہی دوں گا۔‘‘

۷۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَضَى لِأَخِيْهِ حَاجَةً، كُنْتُ وَاقِفًا عِنْدَ مِيْزَانِهِ فَإِنْ رَجَحَ وَإِلَّا شَفَعْتُ لَهُ.(۳)

---

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۲: ۲۳۰، رقم: ۱۸۲۷

۲۔ ابن عبد البر، الإستيعاب، ۳: ۱۰۰۷، رقم: ۱۷۰۵

(۲) ۱۔ بيهقي، شعب الإيمان، ۲: ۲۷۰، رقم: ۱۷۲۶

۲۔ ابن عبد البر، جامع بيان العلم و فضله، ۱: ۴۳، ۴۴

(۳) ۱۔ أبونعيم، حلية الأولياء، ۶: ۳۵۳

۲۔ قسطلاني، المواهب اللدنية، ۳: ۲۶۲

''جس کسی نے اپنے مومن بھائی کی دنیاوی حاجت پوری کی تو (روزِ محشر) میں اس کے میزان کے پاس کھڑا ہوں گا اگر اس کی نیکیوں والا پلڑا بھاری ہوا تو ٹھیک، ورنہ میں اس کی شفاعت کروں گا۔''

اِس کے علاوہ بے شمار مقامات ایسے ہیں جن پر حضور نبی اکرم ﷺ نے شفاعت فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

۲۱۔ خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

قیامِ قیامت کا واحد مقصد شانِ مصطفیٰ ﷺ کا اظہار ہوگا۔ تمام بنی نوع انسان روزِ قیامت فقط اللہ رب العزت کی رضا کے متقاضی ہوں گے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی رضا چاہتا ہوگا۔ قرآن مجید میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰىo (۱)

''اور آپ کا رب عنقریب آپ کو (اِتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گےo''

۱۔ شافعِ روزِ جزا حضور نبی اکرم ﷺ ایک روز بارگاہِ خداوندی میں گریہ وزاری کر رہے تھے۔ ربِ کائنات نے جبریل امین علیہ السلام کو بھیجا کہ اِس کی وجہ دریافت کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں بارگاہِ خداوندی میں اپنی اُمت کے لئے گریہ و زاری کر رہا ہوں۔ حضور ﷺ کے اس جواب پر ربِ کائنات نے فرمایا: اے جبریل! میرے حبیب سے کہہ دے:

إِنَّا سَنُرْضِيْکَ فِي أُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْءُکَ. (۲)

(۱) الضحی، ۹۳: ۵

(۲) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب الإيمان، باب دعاء النبي ﷺ لأمته وبکائه شفقة عليهم، ۱: ۱۹۱، رقم: ۲۰۲

''ہم عنقریب آپ کو آپ کی اُمت کے حق میں راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہ ہونے دیں گے۔''

۲۔ امام خازنؒ (۷۲۵ھ) نے اِس آیت کے تحت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول درج کیا ہے:

هي الشفاعة في أمته حتّی يرضی. (۱)

''اس سے مراد حضور ﷺ کا اُمت کے حق میں شفاعت کرنا ہے یہاں تک کہ حضور ﷺ راضی ہو جائیں گے۔''

۳۔ جب مذکورہ بالا آیت اُتری تو تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

وَاللهِ، لَا أَرْضَی وَوَاحِدٌ مِنْ أُمَّتِي فِي النَّارِ. (۲)

''اللہ کی قسم! میں اُس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں ہوگا۔''

۴۔ روزِ محشر حضور ﷺ کی شفاعت کا در کھلا ہو گا، آپ ﷺ شفاعت فرماتے جائیں گے یہاں تک کہ ارشادِ خداوندی ہو گا: محبوب! کیا راضی ہو گئے ہیں؟ آپ ﷺ

------ ۲۔ نسائي، السنن الکبریٰ، ۶: ۳۷۳، رقم: ۱۱۲۶۹
۳۔ أبو عوانة، المسند، ۱: ۱۳۸، رقم: ۴۱۵
۴۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۸: ۳۶۷، رقم: ۸۸۹۴
۵۔ بیهقي، شعب الایمان، ۱: ۲۸۳

(۱) خازن، لباب التأويل في معاني التنزيل، ۴: ۳۸۶

(۲) ۱۔ رازي، تفسیر الکبیر، ۳۱: ۱۹۲
۲۔ قرطبي، الجامع لأحکام القرآن، ۲۰: ۹۶
۳۔ محلی، سیوطي، تفسیر الجلالین: ۸۱۲

جواب دیں گے:

نَعَمْ، رَضِيْتُ.[۱]

’’جی، (میرے مولا!) میں راضی ہو گیا ہوں۔‘‘

روزِ قیامت حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے سونے کا منبر بچھایا جائے گا لیکن آپ ﷺ اپنی اُمت کی خاطر اُس پر تشریف فرما نہیں ہوں گے بلکہ اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے پوچھے گا: ما ترید أن أصنع بأمّتک۔ ’’اے محبوب! آپ کیا چاہتے ہیں کہ آپ کی اُمت سے کیا سلوک کیا جائے۔‘‘ اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ سے یہ پیار بھرا سوال فرمانا آپ ﷺ کو آپ کی اُمت کے بارے میں مکمل اختیار عطا فرمانے کے لئے ہوگا اور اُمت محمدی کا حساب رضائے مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ہوگا۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لِلْأَنْبِيَاءِ مَنَابِرُ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَيَجْلِسُوْنَ عَلَيْهَا وَيَبْقٰى مِنْبَرِي لَا أَجْلِسُ عَلَيْهِ أَوْ لَا أَقْعُدُ عَلَيْهِ، قَائِمًا بَيْنَ يَدَي رَبِّي مَخَافَةً أَنْ يَبْعَثَ بِي إِلَى الْجَنَّةِ وَيَبْقٰى أُمَّتِي مِنْ بَعْدِي، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيَقُوْلُ اللهُ ﷻ: يَا مُحَمَّدُ! مَا تُرِيْدُ أَنْ أَصْنَعَ بِأُمَّتِکَ؟ فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ عَجِّلْ حِسَابَهُمْ، فَيُدْعٰى بِهِمْ فَيُحَاسَبُوْنَ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِرَحْمَةِ اللهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِي فَمَا أَزَالُ

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۲: ۳۰۷، رقم: ۲۰۶۲

۲۔ هندي، کنز العمال، ۱۴: ۶۳۷، رقم: ۳۹۷۵۸

أَشْفَعُ حَتَّى أُعْطٰى صِكَاكًا بِرِجَالٍ قَدْ بُعِثَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَآتِي مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ فَيَقُوْلُ: يَا مُحَمَّدُ! مَا تَرَكْتَ لِلنَّارِ لِغَضَبِ رَبِّکَ فِيْ أُمَّتِکَ مِنْ بَقِيَّةٍ.(۱)

''(محشر کے دن) تمام انبیاء کے لئے سونے کے منبر (لگے) ہوں گے، (حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) وہ اُن پر جلوہ افروز ہوں گے جبکہ میرا منبر (خالی) رہے گا، میں اُس پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ اپنے پروردگار کی بارگاہِ اقدس میں کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میرے بعد میری اُمت (بے یار و مددگار) رہ جائے۔ چنانچہ میں بارگاہِ خداوندی میں عرض پرداز ہوں گا: میری اُمت! میری اُمت! اللہ سبحانہ وتعالیٰ پوچھے گا: اے (پیارے) محمد! آپ کی مرضی کیا ہے؟ آپ کی اُمت کے ساتھ کیسا سلوک کیا جائے؟ میں عرض کروں گا: اے میرے پروردگار! ان (میری امت) کا حساب جلد فرما دے۔ پس اُنہیں بلایا جائے گا، ان کا حساب ہو گا ان میں سے کچھ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے اور کچھ میری شفاعت سے، یہاں تک کہ میں (اپنی امت کے) ان افراد (کی رہائی) کا پروانہ بھی حاصل کرلوں گا جنہیں دوزخ میں بھیجا جا چکا ہو گا۔ اور جہنم کا داروغہ عرض کرے گا: یا محمد (صلی اللہ علیك وسلم)! آپ نے اپنی امت میں سے کوئی بھی جہنم میں باقی نہیں رہنے دیا کہ جس پر آپ کا رب ناراض ہو۔''

(۱) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۱۳۵، رقم: ۲۲۰
۲۔ طبراني، المعجم الاوسط، ۳: ۲۰۸، رقم: ۲۹۳۷
۳۔ طبراني، المعجم الكبير، ۱۰: ۳۱۷، رقم: ۱۰۷۷۱
۴۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۸۰
۵۔ منذري، الترغيب والترهيب، ۴: ۲۴۱، رقم: ۵۵۱۵

۲۲۔ عظمت و شرف اور جنت کی کُنجیاں عطا کیا جانا

جس طرح دنیا میں اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دیں اِسی طرح آخرت میں بھی عظمت و جنت کی کنجیاں آپ ﷺ کو عطا کر دی جائیں گی اور وہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہوں گی۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْكَرَامَةُ وَالْمَفَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي. (۱)

’’روزِ قیامت عظمت و بزرگی اور جنت کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔‘‘

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَإِلَيَّ مَفَاتِيحُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ. (۲)

’’روزِ قیامت جنت کی کنجیاں میرے ہی ہاتھ میں ہوں گی اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔‘‘

۲۳۔ جنت کے اِفتتاح کا اِعزاز

جنت کے دروازے کو سب سے پہلے حضور نبی اکرم ﷺ کھولیں گے، اور سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے کا اعزاز بھی آپ ﷺ ہی کو حاصل ہو گا۔

(۱) ۱۔ دارمي، السنن، المقدمه، باب ما أعطي النّبي ﷺ من الفضل، ۱: ۳۹، رقم: ۴۸

۲۔ بغوي، شرح السنه، ۱۳: ۲۰۳، رقم: ۳۶۲۴

۳۔ بيهقي، دلائل النبوة، ۵: ۴۸۴

(۲) سيوطي، الخصائص الكبرىٰ، ۲: ۳۸۸

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ.(۱)

’’سب سے پہلے میں جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤں گا۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

آتِي بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَسْتَفْتِحُ، فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ، فَيَقُوْلُ: بِکَ أُمِرْتُ لَا أَفْتَحُ لِأَحَدٍ قَبْلَکَ.(۲)

’’روزِ محشر میں جنت کے دروازے پر آکر دستک دوں گا، دربانِ جنت دریافت کرے گا: آپ کون ہیں؟ میں اُسے جواب دوں گا: میں محمد ہوں، وہ کہے گا: مجھے یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپ سے پہلے جنت کا دروازہ کسی اور کے لئے نہ کھولوں۔‘‘

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب الإيمان، باب في قول النبي ﷺ أنا أوّل النّاس يشفع في الجنة وأنا أکثر الأنبياء تبعا، ۱: ۱۸۸، رقم: ۱۹۶
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۴، رقم: ۱۳
۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۴۰۱، رقم: ۶۴۸۰، ۶۴۸۰
۴۔ أبويعلى، المسند، ۷: ۴۹، رقم: ۳۹۶۴
۵۔ أبو عوانة، المسند، ۱: ۱۰۱، ۱۰۹، رقم: ۳۲۵

(۲) ۱۔ مسلم، الصحيح، کتاب الايمان، باب في قول النبي ﷺ أنا أوّل النّاس يشفع في الجنة وأنا أکثر الأنبياء تبعا، ۱: ۱۸۸، رقم: ۱۹۷
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۳۶
۳۔ أبوعوانة، المسند، ۱: ۱۳۸، رقم: ۴۱۸
۴۔ عبد بن حميد، المسند، ۱: ۳۷۹، رقم: ۱۲۷۱

وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ. (۱)

’’سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے والا بھی میں ہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے اِسے کھولے گا اور مجھے اِس میں داخل فرمائے گا۔ میرے ساتھ فقیر وغریب مومن ہوں گے اور میں یہ بات فخر سے نہیں کہتا۔‘‘

۴۔ حضرت عمرو بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَآتِي بَابَ الْجَنَّةِ فَآخُذُ بِحَلْقَتِهَا، فَيَقُولُونَ: مَنْ هَذَا؟ فَأَقُولُ: أَنَا مُحَمَّدٌ. فَيَفْتَحُونَ. (۲)

’’قیامت کے دن جنت میں داخل ہونے والا سب سے پہلا (شخص) میں ہوں گا اور مجھے اِس بات پر کوئی فخر نہیں۔ میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور

---

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، کتاب المناقب، باب في فضل النبي ﷺ، ۵: ۵۸۷، رقم: ۳۶۱۶

۲۔ دارمي، السنن، المقدمه، باب ما أعطي النبي ﷺ من الفضل، ۱: ۳۹، رقم: ۴۷

۳۔ ابن کثیر، تفسير القرآن العظيم، ۱: ۵۶۰

(۲) ۱۔ دارمي، السنن، المقدمه، باب ما أعطي النبي ﷺ من الفضل، ۱: ۴۱، رقم: ۵۲

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۴۴، رقم: ۱۲۴۹۱

۳۔ بیهقي، شعب الايمان، ۲: ۱۸۱، رقم: ۱۴۸۹

۴۔ مقدسي، الأحاديث المختارة، ۶: ۳۳، رقم: ۲۲۴۵

۵۔ هيثمی، مجمع الزوائد، ۷: ۳۴۹

اُس کا کُنڈا پکڑوں گا۔ فرشتے پوچھیں گے: کون؟ میں کہوں گا: میں محمد (ﷺ) ہوں۔ پس میرے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔‘‘

۵۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْجَنَّةَ حُرِّمَتْ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ كُلُّهُمْ حَتَّى أَدْخُلَهَا وَحُرِّمَتْ عَلَى الْأُمَمِ حَتَّى تَدْخُلَهَا أُمَّتِي. (۱)

’’بیشک جنت میں تمام انبیاء کا داخلہ اُس وقت تک روک دیا گیا، جب تک کہ میں جنت میں داخل نہ ہو جاؤں اور جنت میں دیگر تمام اُمتوں کا داخلہ حرام ہے جب تک کہ میری اُمت جنت میں داخل نہ ہو جائے۔‘‘

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَفْتَحُ بَابَ الْجَنَّةِ. (۲)

’’میں ہی سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا۔‘‘

۲۴۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ کا استقبال

روزِ قیامت جب حضور نبی اکرم ﷺ شفاعت کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے چلیں گے تو باری تعالیٰ خود بڑھ کر حضور نبی اکرم ﷺ کا استقبال فرمائے گا۔ یہ حضور نبی اکرم ﷺ کی شان اور مقام کے اظہار کے لئے ہوگا۔

(۱) ۱۔ طبراني، المعجم الاوسط، ۱: ۲۸۹، رقم: ۹۴۲
۲۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۱۰: ۶۹
۳۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۱: ۳۹۶

(۲) ۱۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۸: ۱۶۲
۲۔ منذري، الترغيب والترهيب، ۳: ۲۳۶، رقم: ۳۸۴۲

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنِّي لَأَوَّلُ النَّاسِ تَنْشَقُّ الْأَرْضُ عَنْ جُمْجُمَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأُعْطَى لِوَاءَ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَآتِي بَابَ الْجَنَّةِ فَآخُذُ بِحَلْقَتِهَا فَيَقُوْلُوْنَ: مَنْ هٰذَا؟ فَأَقُوْلُ أَنَا مُحَمَّدٌ فَيَفْتَحُوْنَ لِي فَأَدْخُلُ فَأَجِدُ الْجَبَّارَ مُسْتَقْبِلِي فَأَسْجُدُ لَهُ فَيَقُوْلُ: ارْفَعْ رَأْسَکَ يَا مُحَمَّدُ، وَتَکَلَّمْ يُسْمَعْ مِنْکَ، وَقُلْ يُقْبَلْ مِنْکَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ......(۱)

”میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کے سر کے اُوپر سے روزِ قیامت زمین کو ہٹایا جائے گا اور میں یہ بطورِ فخر نہیں کہہ رہا، روزِ قیامت میں لواءِ حمد کا اٹھانے والا ہوں اور یہ فخر یہ نہیں کہتا اور میں روزِ قیامت تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور یہ فخر یہ نہیں کہتا اور روزِ قیامت میں ہی جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گا اور یہ فخر یہ نہیں کہتا، میں جنت کے دروازے پر آؤں گا تو مجھ سے پوچھا جائے گا: کون؟ میں جواب دوں گا: میں محمد (ﷺ) ہوں۔ پس میرے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ میں جنت میں داخل ہوں گا تو اپنے جبار رب کو اپنے استقبال کے لئے موجود پاؤں گا۔ میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔ اللہ رب العزت فرمائے گا: اے محمد! اپنا سرِ انور اٹھایئے اور کلام کیجئے آپ کی بات سنی جائے گی، کہیے آپ کا کہا قبول کیا جائے گا، شفاعت کیجئے

(۱) ۱۔ دارمي، السنن، المقدمة، باب ما أعطي النبي ﷺ من الفضل، ۱: ۴۱، رقم: ۵۲

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۴۴، رقم: ۱۲۴۹۱

۳۔ ابن منده، الإيمان، ۲: ۸۴۶، رقم: ۸۷۷

آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔۔۔‘‘

۲۔ قاضی عیاضؒ (م ۵۴۴ھ) نے اپنی کتاب ’’الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ‘‘ میں اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کیا ہے اور یہی الفاظ امام مروزیؒ (م ۲۹۴ھ) نے اپنی کتاب ’’تعظیم قدر الصلاۃ‘‘ میں روایت کیے ہیں:

أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْفَلِقُ الْأَرْضُ عَنْ جُمْجُمَتِهِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَمَعِي لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تُفْتَحُ لَهُ الْجَنَّةُ وَلَا فَخْرَ، فَآتِي فَآخِذُ بِحَلْقَةِ الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ: مَنْ هٰذَا؟ فَأَقُوْلُ: مُحَمَّدٌ، فَيُفْتَحُ لِي، فَيَسْتَقْبِلُنِي الْجَبَّارُ تَعَالَى، فَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا......(۱)

’’میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کے سر کے اُوپر سے زمین کو ہٹایا جائے گا اور میں یہ بطورِ فخر نہیں کہہ رہا، میں روزِ قیامت تمام لوگوں کا سردار ہوں گا اور یہ فخریہ نہیں کہتا، روزِ قیامت لواءِ حمد میرے ہاتھ میں ہوگا، میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جس کے لئے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور یہ بات میں فخریہ نہیں کہتا، میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اسے پکڑ لوں گا۔ مجھ سے پوچھا جائے گا: کون؟ میں جواب دوں گا: میں محمد (ﷺ) ہوں۔ میرے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ الجبار میرا استقبال فرمائے گا۔ میں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جاؤں گا۔......‘‘

۳۔ امام ابو یعلی نے اس روایت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ فَيُفْتَحُ بَابٌ مِنْ

(۱) ۱۔ قاضي عياض، الشفا بتعريف حقوق المصطفى ﷺ: ۲۷۷
۲۔ مروزي، تعظيم قدر الصلاة: ۲۷۸

ذَهَبٍ وَحَلْقَةٌ مِنْ فِضَّةٍ فَيَسْتَقْبِلُنِي النُّورُ الْأَكْبَرُ فَأَخِرُّ سَاجِدًا فَأُلْقِي مِنَ الثَّنَاءِ عَلَى اللهِ مَا لَمْ يَلْقِ أَحَدٌ قَبْلِي فَيُقَالُ لِي: إِرْفَعْ رَأْسَکَ سَلْ تُعْطَهُ وَقُلْ يُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ...... (۱)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازہ پر دستک دوں گا۔ جنت کا دروازہ کھولا جائے گا جو کہ سونے کا ہوگا اور اس کی زنجیر چاندی کی ہوگی۔ پس نورِ اکبر (اللہ رب العزت) بڑھ کر میرا استقبال فرمائے گا، میں فوراً سجدہ ریز ہو جاوں گا۔ پس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے وہ کلمات ادا کروں گا جو اس سے پہلے کسی نے ادا نہیں کیے ہوں گے۔ مجھ سے کہا جائے گا: اے حبیب! اپنا سرِ انور اٹھایئے، مانگیے عطا کیا جائے گا، کہیے سنا جائے گا اور شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔......''

اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب کا استقبال فرمانا، لطف و کرم، محبت اور فضل و احسان کے اظہار کے لئے ہے اور آقا علیہ الصلاۃ والسلام کا سجدے میں گر جانا شانِ عبدیت کے اظہار کے لئے ہوگا۔

۲۵۔ حوضِ کوثر کا عطا کیا جانا

حضور نبی محتشم ﷺ کو عطا کئے جانے والے انفرادی اور امتیازی خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو جنت الفردوس کی ایک خاص نہر، کوثر عطا کی گئی ہے، یہ نہر میدان محشر میں واقع ایک حوض میں گرتی ہے جسے حوضِ کوثر کہتے ہیں، اِس نہر کے جام اتنے ہیں کہ جتنے آسمان پر چمکتے ہوئے ستارے، اِس کے پانی کو اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ جو شخص اِسے پی لے گا اُسے کبھی پیاس نہیں ستائے گی۔

اِرشادِ ربانی ہے:

(۱) أبو يعلى، المسند، ۷: ۱۵۸، رقم: ۴۱۳۰

اِنَّا اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ○ (۱)

’’بیشک ہم نے آپ کو (ہر خیر وفضیلت میں) بے انتہا کثرت بخشی ہے ○‘‘

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، اچانک آپ ﷺ کو اُونگھ آ گئی، پھر تبسم فرماتے ہوئے سر انور اُوپر اُٹھایا۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کس وجہ سے تبسم فرما رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے، پھر آپ ﷺ نے سورۃ الکوثر کی تلاوت فرمائی، جب تلاوت فرما چکے تو فرمایا: کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

فَإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عزوجل عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ، هُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، آنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُومِ. (۲)

’’یہ جنت میں ایک نہر ہے جس کا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور اس میں بہت زیادہ خیر ہے، وہ ایک حوض ہے جس پر روزِ قیامت میری اُمت (اپنی پیاس بجھانے کے لیے) آئے گی، اُس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔‘‘

---

(۱) الکوثر، ۱۰۸: ۱

(۲) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الصلاة، باب حجة من قال البسملة آية من أوّل كلّ سورة سوى براءة، ۱: ۳۰۰، رقم: ۴۰۰

۲۔ أبو داود، السنن، كتاب السنة، باب في الحوض، ۴: ۲۳۷، رقم: ۴۷۴۷

۳۔ نسائي، السنن، كتاب الإفتتاح، باب القراءة، ۲: ۱۳۳، رقم: ۹۰۴

۴۔ نسائي، السنن الكبرىٰ، ۶: ۵۲۳، رقم: ۱۱۷۰۲

۵۔ بيهقي، السنن الكبرىٰ، ۲: ۴۳، رقم: ۲۲۰۸

کوثر کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے امام رازیؒ (م۶۰۶ھ) ''**التفسیر الکبیر** (۳۲:۱۲۴)'' میں لکھتے ہیں:

''اِس نہر کو کوثر سے اِس لیے موسوم کیا گیا ہے کیونکہ اس میں جنت کی دیگر نہروں کے مقابلے میں پانی اور خیر کی کثرت ہے، یا اس لیے کہ جنت کی نہریں اس سے پھوٹتی ہیں، یا اس لیے کہ اس سے پینے والے کثیر ہوں گے، یا اس لیے کہ اس میں منافع کثیر ہیں۔''

احادیثِ مبارکہ میں کوثر کا ذکر کثرت سے ملتا ہے۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت کی سیر کر رہا ہوں گا، سیر کرتے کرتے میں ایک نہر پر پہنچوں گا، اس نہر کے کناروں پر خول دار موتیوں کے گنبد ہوں گے۔ میں جبرِیلِ امین (علیہ السلام) سے سوال کروں گا کہ یہ کیا ہے۔ اس پر وہ عرض گزار ہوں گے:

هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ رَبُّكَ.(۱)

''(یا رسول اللہ!) یہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کی ہے۔''

۳۔ مذکورہ حدیث ان الفاظ سے بھی مروی ہے:

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الرقاق، باب في الحوض، ۵: ۲۴۰۶، رقم: ۶۲۱۰

۲۔ ترمذي، السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة الكوثر، ۵: ۴۴۹، رقم: ۳۳۵۹

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۴: ۳۹۱، رقم: ۶۴۷۴

۴۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۹۱، رقم: ۱۳۰۱۲

۵۔ أبو يعلى، المسند، ۵: ۲۵۷، رقم: ۲۸۷۶

الْكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَ اللهُ.(۱)

’’یہ وہ (نہر) کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔‘‘

۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ سے کوثر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

نَهَرٌ أُعْطِيَهُ نَبِيُّكُمْ ﷺ شَاطِئَاهُ عَلَيْهِ دُرٌّ مُجَوَّفٌ آنِيَتُهُ كَعَدَدِ النُّجُومِ.(۲)

’’کوثر ایک نہر ہے جو تمہارے نبی کو عطا کی جائے گی اُس کے دونوں کناروں پر خولدار موتی ہوں گے اور نہر کے جام (آسمان کے) ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے۔‘‘

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے انصار کے لئے فرمایا:

فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ.(۳)

---

(۱) ۱۔ أبو داود، السنن، كتاب السنة، باب في الحوض، ۴: ۲۳۷، رقم: ۴۷۴۸

۲۔ نسائي، السنن الكبرىٰ، ۶: ۵۲۳، رقم: ۱۱۷۰۶

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۳۱، رقم: ۱۳۴۴۹

۴۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۱۵۲، رقم: ۲۶۶

۵۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۳: ۱۸۸، رقم: ۲۸۸۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب تفسير القرآن، باب سورة إنا أعطينك الكوثر، ۴: ۱۹۰۰، رقم: ۴۶۸۱

۲۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۴: ۵۵۷

۳۔ عسقلاني، فتح الباري بشرح صحيح البخاري، ۸: ۷۳۲

(۳) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب المناقب، باب قول النبي ﷺ للأنصار ــــ

''تم روزِ قیامت انتظار کرنا یہاں تک کہ حوضِ (کوثر) پر تمہاری مجھ سے ملاقات ہوگی۔''

۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ وَرَدَ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا. (۱)

''میں حوض کوثر پر تمہارا منتظر ہوں گا، جو شخص حوض پر آئے گا اور اُس میں سے پی لے گا اُسے کبھی پیاس نہیں ستائے گی۔''

۷۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں عرض کیا: یا رسول اللہ! حوض کوثر کے برتنوں کی تعداد کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَآنِيَتُهُ أَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُومِ السَّمَاءِ وَ كَوَاكِبِهَا أَلَا فِي اللَّيْلَةِ الْمُظْلِمَةِ الْمُصْحِيَةِ آنِيَةُ الْجَنَّةِ، مَنْ شَرِبَ مِنْهَا لَمْ يَظْمَأْ آخِرَ مَا عَلَيْهِ يَشْخَبُ فِيهِ مِيزَابَانِ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ لَمْ يَظْمَأْ عَرْضُهُ مِثْلُ طُولِهِ مَا بَيْنَ عَمَّانَ إِلَى أَيْلَةَ مَاؤُهُ أَشَدُّ

.... اصبروا حتّى تلقوني على الحوض، ۳: ۱۳۸۱، رقم: ۳۵۸۱

۲۔ بخاري، الصحيح، كتاب المغازي، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان، ۴: ۱۵۷۴، رقم: ۴۰۷۵

۳۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب إعطاء المؤلفة قلوبهم على الإسلام وتصبر من قوي إيمانه، ۲: ۷۳۹، رقم: ۱۰۶۱

(۱) ۱۔ مسلم ، الصحيح، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا وصفاته، ۴: ۱۸۹۳، رقم: ۲۲۹۰

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۳۳

۳۔ روياني، المسند، ۲: ۱۹۲، رقم: ۱۰۲۲

بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ. (۱)

’’قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے، حوضِ (کوثر) کے برتنوں کی تعداد آسمانوں کے ستاروں اور سیاروں کی تعداد سے زیادہ ہے؛ اس رات کے ستارے جو اندھیری ہو اور اس رات میں بادل بھی نہ ہوں، جو اس سے پی لے گا اسے کبھی پیاس نہیں ستائے گی یعنی وہ پیاسا نہیں رہے گا۔ اس حوض میں جنت کے دو پرنالے گرتے ہیں، جو اس (حوضِ کوثر) سے پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اس (حوض) کا عرض اس کے طول جتنا ہے؛ جتنا عمان سے لے کر ایلہ تک کا درمیانی فاصلہ ہے، (حوض کوثر کا) پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔‘‘

اِن احادیثِ مبارکہ سے حضور نبی اکرم ﷺ کے روزِ قیامت مقام ومرتبہ کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے امام قسطلانیؒ (م۹۲۳ھ) نے ’’المواهب اللدنية‘‘ میں بڑی ایمان افروز بحث کی ہے۔ جو یہاں پیشِ خدمت ہے۔

عن محدوج بن زيد الهذلي أن النبي ﷺ قال: لعلي: أما علمت يا علي أنه أول من يدعى به يوم القيامة بي، فأقوم عن يمين العرش في ظله، فأكسى حلة خضراء من حلل الجنة، ثم يدعى بالنبيين بعضهم على أثر بعض، فيقومون سماطين عن يمين العرش ويكسون حللاً خضراً من حلل الجنه، ألا وإنّ أمتي أوّل

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبينا وصفاته، ۴: ۱۷۹۸، رقم: ۲۳۰۰

۲۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ذكر الحوض، ۲: ۱۴۳۸، رقم: ۴۳۰۲

۳۔ ابن حبان، الصحيح، ۱۶: ۲۲۵، رقم: ۷۲۴۱

يحاسبون يوم القيامة، ثم أبشر، فأوّل من يدعى بک، فيدفع لک لوائي وهو لواء الحمد، فتسير به بين السماطين، آدم و جميع خلق الله تعالٰى يستظلون بظل لوائي يوم القيامة وطوله مسيرة ألف سنة وستمائة سنة وبسنانه ياقوتة حمراء، قبضته فضة بيضاء، زجه درة خضراء، له ثلاث ذوائب من نور، ذؤابة في المشرق وذؤابة في المغرب، والثالثة في وسط الدنيا، مكتوب عليه ثلاثة أسطر الأول: بسم الله الرحمن الرحيم، والثاني: الحمد لله رب العالمين، والثالث: لا إله إلا الله محمد رسول الله، طول کل سطر ألف سنة، وعرضه مسيرة ألف سنه، فتسير باللواء والحسن عن يمينک، والحسين عن يسارک، حتّى تقف بيني وبين إبراهيم عليه السلام في ظل العرش، ثم تکسي حلة من الجنّة والسماطان من النّاس والنخل الجانبان.(۱)

”حضرت محدوج بن زید الہذلی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے علی! کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ قیامت کے دن جسے سب سے پہلے بلایا جائے گا وہ میں ہوں گا؟ میں عرش کے سائے کے دائیں جانب سے اُٹھوں گا۔ پھر مجھے جنت کی سبز پوشاکوں میں سے ایک پوشاک پہنائی جائے گی۔ پھر بعض انبیاء کو بلایا جائے گا جو یکے بعد دیگرے آتے جائیں گے اور وہ عرش کے دائیں جانب دوصفوں میں کھڑے ہو جائیں گے اور انہیں بھی جنت کی پوشاکوں میں سے سبز پوشاکیں پہنا دی جائیں گی۔ تمہیں

(۱) ۱۔ قسطلانی، المواهب اللدنية، ۳: ۴۳۹
۲۔ أحمد بن حنبل، فضائل الصحابة، ۲: ۶۶۲، ۶۶۳

یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ بے شک قیامت کے دن تمام اُمتوں سے پہلے میری اُمت کا حساب ہوگا۔ پھر آپ کو خوشخبری ہو میں ہی ہوں جسے سب سے پہلے بلایا جائے گا پھر آپ کو میرا جھنڈا پہنچا دیا جائے گا اور وہ لواء الحمد ہوگا اور آپ اسے لے کر دونوں صفوں کے درمیان چلیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور باقی تمام مخلوق قیامت کے دن میرے جھنڈے کے سائے تلے ہوگی۔ اس کی لمبائی ایک ہزار چھ سو سال کی مسافت پر محیط ہوگی اور اس کے کناروں پر سرخ یاقوت (جڑے) ہوں گے اور اس کا دستہ سفید چاندی کا ہوگا۔ اِس کی نوکیں سبز موتیوں کی ہونگی اور اس سے نور کی تین شعاعیں نکل رہی ہونگی ایک مشرق کی طرف پھیلی ہوئی ہوگی اور دوسری مغرب کی طرف پھیلی ہوئی ہوگی اور اسکی تیسری شعاع وسط دنیا پر پھیلی ہوئی ہوگی اور اس (جھنڈے) پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوں گی۔ اس کی پہلی سطر پر **بسم اللہ الرحمن الرحیم** لکھا ہوا ہوگا، دوسری سطر پر **الحمد للہ رب العالمین** لکھا ہوا ہوگا اور تیسری سطر پر **لا إلہ إلا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوگا۔ ہر سطر کی لمبائی ایک ہزار سال کی مسافت جتنی ہوگی اور اسکی چوڑائی ایک ہزار سال کی مسافت کے برابر ہوگی اور آپ اس جھنڈے کو لے کر چلیں گے اور آپ کے دائیں جانب حسن اور بائیں جانب حسین ہوں گے۔ یہاں تک کہ آپ میرے اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان عرش کے سائے میں کھڑے ہوں گے۔ پھر آپ کو بھی جنتی پوشاک پہنائی جائے گی اور عرش کے دونوں جانب انسانوں اور کھجوروں کی قطاریں ہوں گی۔‘‘

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے وہ برگزیدہ، چنیدہ اور محبوب بندے ہیں کہ جن کی خاطر نہ صرف یہ عالم کون و مکان برپا کیا گیا بلکہ آخرت بھی آپ ﷺ کی شانِ رفعت و عظمت کے عیاں کرنے کی جگہ ٹھہرائی گئی۔ لہٰذا قیامت کے قیام کا واحد مقصد شانِ مصطفیٰ ﷺ کا اظہار ہوگا۔

مآخذ و مراجع

www.MinhajBooks.com

۱۔ **القرآن الحکیم۔**

۲۔ **آجری**، ابو بکر محمد بن حسین بن عبد اللہ بغدادی (م ۳٦۰ھ)۔ **الشریعۃ**۔ ریاض، سعودی عرب: دارالوطن، ۱٤۲۰ھ/۱۹۹۹ء۔

۳۔ **آجری**، ابو بکر محمد بن حسین بن عبد اللہ بغدادی (م ۳٦۰ھ)۔ **الشریعۃ**۔ لاہور، پاکستان: أنصار السنۃ المحمدیۃ۔

۴۔ **آلوسی**، ابو الفضل شہاب الدین السید محمود (۱۲۷۰ھ)۔ **روح المعاني فی تفسیر القرآن العظیم و السبع المثاني**۔ بیروت، لبنان: دارالاحیاء التراث۔

۵۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱٦۴۔۲۴۱ھ/۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **فضائل الصحابۃ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ۔

٦۔ **احمد بن حنبل**، ابو عبد اللہ بن محمد (۱٦۴۔۲۴۱ھ/۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔

۷۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵٦ھ/۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

۸۔ **بزار**، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۰۔۲۹۲ھ/۸۲۵۔۹۰۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: ۱۴۰۹ھ۔

۹۔ **بغوی**، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد (۴۳٦۔۵۱٦ھ/۱۰۴۴۔۱۱۲۲ء)۔ **معالم التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۱۰۔ **بغوی**، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد (۴۳۶۔۵۱۶ھ/۱۰۴۴۔۱۱۲۲ء)۔ شرح السنہ۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۱۱۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ دلائل النبوۃ۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۱۲۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ السنن الکبریٰ۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۱۳۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔۱۰۶۶ء)۔ شعب الإیمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۴۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۱۵۔ **ابن تیمیہ**، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام الحرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔ مجموع الفتاویٰ۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

۱۶۔ **ابن تیمیہ**، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام الحرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔ الفتاویٰ الکبریٰ۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ۔

۱۷۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ زاد المسیر فی علم التفسیر۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۴ھ۔

۱۸۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ الوفا بأحوال المصطفیٰ ﷺ۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء۔

۱۹۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/ ۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۲۰۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۲۱۔ **خازن**، علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن خلیل (۶۷۸۔۷۴۱ھ/ ۱۲۷۹۔۱۳۴۰ء)۔ **لباب التأویل فی معانی التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ + دار الکتب العلمیہ۔

۲۲۔ **خلال**، ابو بکر احمد بن محمد بن ہارون بن یزید خلال (۲۳۴۔۳۱۱ھ)۔ **السنۃ**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایۃ، ۱۴۱۰ھ۔

۲۳۔ **خوارزمی**، ابو المؤید محمد بن محمود (۵۹۳۔۶۶۵ھ)۔ **جامع المسانید لأبی حنیفۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ

۲۴۔ **ابو داؤد**، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء۔

۲۵۔ **دار قطنی**، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶۔۳۸۵ھ/ ۹۱۸۔۹۹۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء۔

۲۶۔ **دارمی**، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۲۷۔ **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمذانی (۴۴۵۔۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳۔۱۱۱۵ء)۔ **الفردوس بمأثور الخطاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۲۸۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **العلو للعلي الغفار**۔ ریاض،

سعودی عرب، مکتبۃ أضواء السلف، ۱۹۹۵ء۔

۲۹۔ **رازی**، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی (۵۴۳۔۶۰۶ھ/ ۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء)۔ التفسیر الکبیر۔ تہران، ایران: دارالکتب العلمیہ۔

۳۰۔ **رویانی**، ابوبکر فی بن ہارون (م ۳۰۷ھ)۔ المسند۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ۱۴۱۶ھ۔

۳۱۔ **سمعانی**، ابو مظفر منصور بن محمد بن عبد الجبار (۴۲۶۔۴۸۹ھ)۔ التفسیر۔ ریاض، سعودی عرب: دار الوطن، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۳۲۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء) + **محلی**، جلال الدین محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن احمد بن ہاشم (۷۹۱۔۸۶۴ھ/ ۱۳۸۹۔۱۴۵۹ء)۔ تفسیر الجلالین۔ بیروت لبنان: دار ابن کثیر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۳۳۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ الخصائص الکبری۔ فیصل آباد، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ۔

۳۴۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔ ۱۵۰۵ء)۔ الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ + دار احیاء التراث العربی۔

۳۵۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/ ۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ فتح القدیر الجامع بین فنّی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر۔ مصر: شرکۃ مکتبۃ و مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ، ۱۳۸۳ھ/ ۱۹۶۴ء۔

۳۶۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/ ۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ فتح القدیر

الجامع بين فنّی الرواية والدراية من علم التفسير۔ بيروت، لبنان: دار الفکر۔

۳۷۔ **ابن ابی شيبه**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہيم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/ ۷۷۶۔۸۴۹ء)۔ **المصنف**۔ رياض، سعودی عرب: مکتبة الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۳۸۔ **صالحی**، ابو عبد اللہ محمد بن يوسف بن علی بن يوسف شامی (م ۹۴۲ھ/ ۱۵۳۶ء)۔ **سبل الهدیٰ والرشاد**۔ بيروت، لبنان: دار الکتب العلميه، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۳۹۔ **طبرانی**، سليمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الأوسط**۔ رياض، سعودی عرب: مکتبة المعارف، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۴۰۔ **طبرانی**، سليمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبير**۔ موصل، عراق: مکتبة العلوم والحکم، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۴۱۔ **طبرانی**، سليمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/ ۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الصغير**۔ بيروت، لبنان: دار الکتب العلميه، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء۔

۴۲۔ **طبری**، ابو جعفر محمد بن جرير بن يزيد (۲۲۴۔۳۱۰ھ/ ۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ **جامع البيان عن تأويل أي القرآن**۔ بيروت، لبنان: دار المعرفه، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۴۳۔ **ابن ابی عاصم**، ابو بکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شيبانی (۲۰۶۔۲۸۷ھ/ ۸۲۲۔ ۹۰۰ء)۔ **السنة**۔ بيروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۰ھ۔

۴۴۔ **ابن عباس**، صحابئ رسول حضرت عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم رضی اللہ عنہ (م ۶۸ھ)۔ **تنوير المقباس من تفسير ابن عباس**۔ بيروت، لبنان: دار الکتب العلميه۔

۴۵۔ **عبد بن حميد**، ابو محمد بن نصر الکسی (م ۲۴۹ھ/ ۸۶۳ء)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مکتبة السنه، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۴۶۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ الاستيعاب في معرفة الأصحاب۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ۔

۴۷۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ التمهيد۔ مغرب (مراکش): وزات عموم الأوقاف و الشؤون الإسلامیہ، ۱۳۸۷ھ۔

۴۸۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔۱۰۷۱ء)۔ جامع بيان العلم وفضله۔ لبنان، بیروت: دار ابن حزم، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء۔

۴۹۔ **عجلونی**، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی بن عبد الغنی (۱۰۸۷۔۱۱۶۲ھ/ ۱۶۷۶۔۱۷۴۹ء)۔ کشف الخفاء ومزيل الإلباس۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۵۰۔ **عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ فتح الباری بشرح صحيح البخاری۔ قاہرہ، مصر: دار الحدیث+ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۵۱۔ **ابن عطیہ**، قاضی ابو محمد عبد الحق بن غالب اندلسی (م ۵۴۶ھ)۔ المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۳ھ۔

۵۲۔ **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲۔۸۵۵ھ/ ۱۳۶۱۔۱۴۵۱ء)۔ عمدة القاري شرح صحيح البخاري۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۵۳۔ **قاسمی**، محمد جمال الدین بن محمد سعید بن قاسم بن صالح بن اسماعیل الدمشقی (۱۲۸۳۔۱۳۳۲ھ/ ۱۸۶۶۔۱۹۱۴ء)۔ محاسن التأویل۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء۔

۵۴۔ **قاضی ثناء اللہ پانی پتی** (۱۱۴۳۔۱۲۲۵ھ)۔ تفسیر المظهری۔ بیروت، لبنان:

دار احیاء التراث العربی + کوئٹہ، پاکستان: بلوچستان بک ڈپو۔

۵۵۔ **قاضی عیاض**، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی (۴۷۶۔۵۴۴ھ/ ۱۰۸۳۔۱۱۴۹ء)۔ **الشفا بتعریف حقوق المصطفی**۔ بیروت، لبنان: دار الفیحاء + دمشق، شام: مکتبۃ الغزالی، ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء۔

۵۶۔ **قرطبی**، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ بن مفرج اُموی (۲۸۴۔۳۸۰ھ/ ۸۹۷۔۹۹۰ء)۔ **الجامع لأحکام القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۵۷۔ **قسطلانی**، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱۔۹۲۳ھ/ ۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء)۔ **اِرشاد الساري لشرح صحیح البخاري**۔ مصر: مطبعہ کبریٰ امیریہ، ۱۳۰۴ھ۔

۵۸۔ **قسطلانی**، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱۔۹۲۳ھ/ ۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء)۔ **المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء + دار الکتب العلمیہ۔

۵۹۔ **ابن قیم**، ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر ایوب الزرعی الجوزیہ (۶۹۱۔۷۵۱ھ)۔ **إجتماع الجیوش الإسلامیۃ علی غزو المعطلۃ والجھمیۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء۔

۶۰۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **البدایۃ والنھایۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۶۱۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن ضوء بن زرع بصروی (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/

۱۹۸۰ء+ دار طیبہ للنشر والتوزیع۔

۶۲۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن ضوء بن زرع بصروی (۷۰۱۔ ۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ لاہور، پاکستان: امجد اکیڈمی اردو بازار، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۲ء۔

۶۳۔ **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۶۴۔ **مالک**، ابن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اَصبحی (۹۳۔ ۱۷۹ھ/۷۱۲۔۷۹۵ء)۔ الموطأ۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۶۵۔ **ابن مبارک**، ابو عبدالرحمٰن عبد اللہ بن واضح مروزی (۱۱۸۔۱۸۱ھ/ ۷۳۶۔ ۷۹۸ء)۔ کتاب الزھد ویلیہ کتاب الرقائق۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۶۶۔ **مروزی**، ابوعبد اللہ محمد بن نصر بن الحجاج (۲۰۲۔۲۹۴ھ)۔ **تعظیم قدر الصلاۃ**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱۴۰۶ھ۔

۶۷۔ **مسلم**، ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد القشیری النیشاپوری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ الصحیح۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۶۸۔ **مقدسی**، شیخ ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن عبد الرحمان حنبلی مقدسی (۵۶۷۔۶۴۳ھ)۔ الأحادیث المختارۃ۔ مکۃ المکرّمۃ، مکتبۃ النھضۃ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۶۹۔ **ابن مندہ**، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن یحییٰ (۳۱۰۔۳۹۵ھ/۹۲۲۔۱۰۰۵ء)۔ الإیمان۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۶ھ۔

۷۰۔ **منذری**، ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔

۶۵۶ھ/۱۱۸۵۔۱۲۵۸ء)۔ الترغيب والترهيب من الحديث الشريف۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۷۱۔ **نسائی**، ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵۔ ۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۷۲۔ **نسائی**، ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵۔ ۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ السنن الكبرى۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۷۳۔ **نسفی**، عبداللہ بن محمود بن احمد نسفی (۷۱۰ھ)۔ مدارك التنزيل وحقائق التأويل۔ بیروت، لبنان، دار احیاء التراث العربی۔

۷۴۔ **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ حلية الأولياء وطبقات الأصفياء۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۷۵۔ **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/ ۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ مسند الإمام أبي حنيفة۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الکوثر، ۱۴۱۵ھ۔

۷۶۔ **ہندی**، حسام الدین، علاء الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)۔ كنز العمال۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۳۹۹/ ۱۹۷۹۔

۷۷۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔ ۱۴۰۵ء)۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۷۸۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵۔

۱۴۰۵ء)۔ موارد الظمآن اِلٰی زوائد ابن حبان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۷۹۔ **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ المسند۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۸۰۔ **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحیی بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ المعجم۔ فیصل آباد، پاکستان: ادارۃ العلوم والاثریہ، ۱۴۰۷ھ۔

www.MinhajBooks.com